کلاسیکی غزل میں شخصی تلمیحات: تحقیقی جائزہ

A Research Review of Personal Allusions in Classical Ghazal

Dr. Muhammad Mohsin Khalid
mohsinkhalid53@gmail.com
Lecturer, Department of Urdu, Govt. Shah Hussain Associate College Lahore,

KEYWORDS

Allusion
Snat-e-Talmih
Ghazal
Personal
Poets
Mir
Nasikh
Atish
Ghalib
Dagh

DATES

Received	**25-07-2023**
Accepted	**28-08-2023**
Published	**30-12-2023**

QR CODE

ABSTRACT

In the English language, Talmih is known as allusion. It encompasses a whole story or incident behind it. Without knowing the background in detail, it is hard to understand the use of "Sant-e-talmih." This is used abundantly in the classical ghazals in Urdu. Talmih is one of the most powerful sources that gives one's personality the virtue of sublimity and enlightens it with different pieces of knowledge. It also enhances the vigor and meaning of a person's thoughts and expressions the feeling of art. In fact, it is difficult to find a ghazal in all of poetry that does not use talmih. In the words of the classical poets, "hundreds, if not thousands," of allusions related to the stories or "Persoal" have been used. This article is mainly an analysis of the personal allusions in the ghazal of classical poets.

DOI:
http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/77

تلخیص:

تلمیح کو اشارہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے پیچھے ایک پوری کہانی یا واقعہ سمیٹے ہوئے ہے۔ پس منظر کو تفصیل سے جانے بغیر، "صنعت تلمیح" کے استعمال کو سمجھنا مشکل ہے۔ یہ اردو کی کلاسیکی غزلوں میں بکثرت

استعمال ہوتا ہے۔ تلمیح ان سب سے طاقتور ذرائع میں سے ایک ہے جو کسی کی شخصیت کو فضیلت دیتا ہے اور اسے اعلیٰ و ارفع کر دیتا ہے۔ یہ کسی شخص کے خیالات اور اظہار کے فن کے احساس کی طاقت اور معنی کو بھی بڑھاتا ہے۔ درحقیقت تمام شاعری میں ایسی غزل ملنا مشکل ہے جس میں تلمیح کا استعمال نہ ہو۔ یہ مضمون بنیادی طور پر کلاسیکی شاعروں کی غزل میں شخصی اشارے کا تجزیہ ہے۔۔

اُردو زبان کا تخلیقی سفر ہزار برس کے قریب ہے۔ اس سفر میں اس نے کئی ایسے موڑ لیے اور راہیں تراشیں؛ جنھیں زیرِ رکاب لے آنا جوئے شِیر کے مترادف تھا۔ اُردو زبان نے جملہ انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کے لیے اوائل میں نظم کی صنف کا سہارا لیا جس نے کئی ذیلی اصنافِ نظم کو جنم دیا۔ یہ سلسلہ مثنوی سے چلتے ہوئے غزل تک پہنچا اور پھر غزل نے سبھی اصنافِ شاعری کو پیچھے چھوڑ کر ایسا رُعب و دبدبہ قائم کیا کہ آج اُردو زبان میں کہنے کے لیے سیکڑوں اظہایئے موجود ہیں تاہم غزل کی اپنی ہی بات ہے۔ قلی قطب شاہ کی اُنگلی پکڑ کر ڈگ بھرنے والی غزل نے ولی دکنی کی گود میں بچپن گزارا اور پھر میر تقی میر کی زیرِ نگرانی پرورش پا کر غالبؔ تک پہنچتے اَلھڑ مٹیار کے روپ میں ڈھل چکی تھی۔ غزل کی شوخی و شرارت اور رنگ رنگ انداز و اطوار اور عشوہ طرازیوں کے جلوے داغؔ تک برابر جھلکتے نظر آتے ہیں۔ کلاسیکی دور کے ان شعرا نے غزل میں علم بیان و بدیع کی جملہ رمزیات کو باخوبی برتا اور زبان دانی کا ناقابلِ تردید ثبوت فراہم کیا۔

تلمیح یعنی صنعتِ تلمیح علم بدیع کی ایک پُرکشش اور لائقِ توجہ صنعت ہے جسے دیگر صنعتوں کے مقابلے میں زیادہ سراہا اور برتا گیا ہے۔ میرؔ سے لے کر داغؔ تک سبھی شعرا کے ہاں اس صنعتِ بدیعی سے خصوصی شغف اور دلچسپی دکھائی دیتی ہے۔ تلمیح یعنی کسی مشہور بات، قول، احادیث، واقعہ یا مخصوص بیتے قصص کی طرف اشارہ اس طرح کرنا کہ پورا قصہ ذہن کی شعوری سطح پر اُبھر کر موجود کیفیت یا احساس کو واضح و بامعنی کر دے۔

تلمیح سے مراد کلام میں کسی قصے یا تاریخی واقعے کا جُزواً کلی اِظہار ہے جس سے تخلیق کار اپنے بیانیے کا مخصوص ترین یعنی متعین اَلفاظ میں بذریعہ کلامِ نظم و نثر اِظہار کرتا ہے۔ اس فنی اِلتزام سے کلام میں بلاغت، ایجاز و اِختصار اور جامعیت دَر آتی ہے جس سے کلام میں فصاحت پیدا ہو جاتی ہے۔ کلاسیکی غزل میں تلمیحات کا اِستعمال جس قدر تنوع اور رنگا رنگی لیے ہوئے ہے۔ یہ دیکھنے کی چیز ہے۔ کلاسیکی شعرا نے غزلیات میں تلمیحات کا اِستعمال کر کے زُبان کی تنگ دامانی کو وسعت عطا کی ہے۔

تلمیح کو ہندی میں کئی ناموں سے مَوسُوم کیا گیا ہے۔ ہندی میں تلمیح کے مُترادف کے طور پر متعدد اَلفاظ مستعمل ہیں۔ بعض نے تلمیح کے لیے "انترکتا" بعض نے "سندربھ" اور "سنکیت" کا لَفظ اِستعمال کیا ہے۔ تلمیح دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ ہوتی ہے جس کے پس پردہ معنی آفرینی کا ایک جہان بسا ہوا ہوتا ہے۔ تلمیح کے پس پردہ جس موضوع کو شاعر پیشِ نظر رکھتا ہے اس سے متصل کہانی، واقعے یا حکایت کی غرض و غایئت از خود آشکارا ہو کر قاری کے سامنے آجاتی ہے۔

عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی، انگریزی زُبانوں کی فرہنگوں اور لغات میں شامل تعریفات اور ان میں قدرِ مشترکہ کا جائزہ لینے سے تلمیح کی جامع تعریف اِس طرح کی جاسکتی ہے کہ تلمیح علم بدیع کی وہ قسم ہے جس میں شاعر اپنے کلام میں کسی مشہور واقعے، قصے، قول، مثل، سانحہ، واردات کے جلی یا خفی اظہار کو متعین الفاظ میں اس طرح نظم کرتا ہے کہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے اور تلمیح کی غایت کا مقصد بھی زائل نہیں ہوتا۔

تلمیح کی ضرورت حضرت آدمؑ کی تخلیق سے پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت آدمؑ کی تخلیق کے وقت ملائکہ اور ذاتِ باری تعالیٰ کے درمیان مکالمہ تلمیحی رنگ لیے ہوئے ہے۔ گمان غالبؔ ہے کہ زُبان کی قدرت سے قبل حضرت آدمؑ بھی اپنے ماضی الضمیر کو بیان کرنے کے لیے ان اِشاروں کنایوں اور تلازمات کے پس پردہ تلمیح کو اِظہار کا وسیلہ گردانتے ہیں۔ ڈاکٹر مصاحب علی صدیقی لکھتے ہیں:

> " پہلے پہل الفاظ کی دریافت نہ تھی۔ لوگ اپنے جذبات و احساسات کے اظہار کے لیے مختلف اشاروں کنایوں اور علامت سے کام لیتے تھے۔ پھر تصویروں کے ذریعے دلوں کی ترجمانی ہوئی۔ رَفتہ رَفتہ مطلب ادا کرنے کے لیے حرفوں نے جنم لیا جن کی مدد سے ہر شخص ایسے اِشاروں کو سمجھنے لگا۔ مرورِ وقت کے ساتھ ان اِشاروں اور تصویروں کی جگہ تلمیحات نے لے لی۔ تلمیح کے ایک لَفظ نے بھی وہی توضیح کی جو ان اِشاروں اور تصویروں سے ادا ہو سکتی تھی۔"(1)

کلاسیکی شعرا کے کلام میں قصصِ انبیا سے متعلقہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں تلمیحات کا استعمال ہوا ہے۔ یہ استعمال اس قدر متنوع اور کثیر الجہتی ہے کہ اس کی وسعت و گہرائی کا اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ ان انبیا کی جملہ شخصیت اور وصایا سمیت قصصِ انبیاء کو شعرا نے اپنے اپنے انداز میں یوں برتا کہ یہ سرمایہ اُردو ادب میں تلمیحات کی ذیل میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا ہے۔

شعرا نے عالمِ ادبیات کی معروف شخصیات کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے اور ان سے متصل واقعات و احوال کو کمال ہنر مندی سے تلمیح کے پردے پر بکھیرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ شخصی تلمیحات کا دائرہ روز بروز وسیع اور وقیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ جدید شعرا کے ہاں بھی شخصی تلمیحات سے دلچسپی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ کلاسیکی شعرا کے ہاں یہ التزام تواتر سے موجود ہے جو ان کی زبان پر دسترس اور بیان و بدیع کے مباحث سے گہری شناسائی کا فراواں ثبوت ہے۔

آذر: آزر، حضرت ابراہیمؑ کے والد محترم (بعض کے نزدیک چچا) تھے۔ یہ اپنے فن میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ آزر حضرت ابراہیمؑ کے والد تھے۔ "آزر نمرود بادشاہ کا ایک خاص مصاحب تھا اور شاہی منعجم کے علاوہ باکمال بُت تراش اور بُت فروش تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا رشتے میں چچا تھے۔ جس نے حضرت ابراہیمؑ کے والد کے انتقال کے بعد ان کی تربیت کی تھی ۔ قرآن پاک نے آزر یعنی باپِ ابراہیم کے لیے "ابا" کا لفظ مستعمل ہے جو 'عم' ہو کر یعنی چچا پکارا جانے لگا"۔[2]۔ "بت خانہ آزر" اُردو میں کنایتاً ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں خوبصورت چہروں کا اجتماع ہو۔ بُت خانہ آزر مجوسیوں کے آتشکدہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

- اے تصور کیوں بتوں کو جمع کرتا ہے یہاں / دل مرا کعبہ ہے کچھ بُت خانہ آذر نہیں [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:207]
- نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب / تو کہے بُتِ خانہ آزر کھلا [دیوان غالب، ص:213]

ابلیس: ابلیس شیطان کا لقب ہے جسے عزازیل بھی کہا جاتا ہے۔ رب تعالیٰ نے جب تمام فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے جھک کر سجدہ کرنے کا فرمان جاری کیا تھا تب ابلیس خود کو آدمؑ سے جسمانی اعتبار سے برتر ہونے کے زُعم میں سجدہ سے انکاری ہو گیا تھا۔ روایات میں اس کا نام 'عزازیل' بتایا جاتا ہے۔ ابلیس اپنی قابلیت اور ذہانت کے اعتبار سے فرشتوں کا معلم یعنی 'معلم الملکوت' کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔

- ایسا نہ ہو کہ شیخ دغا دیوے ہم نشیں / ابلیس سے کرے ہے کوئی آدم اختلاط [دیوان دوم، میر، ص:339]
- اُس کی نگاہِ گرم جو پڑتی ہے غیر پر / ابلیس اب نشانہ ہے تیرِ شہاب کا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:35]
- اُولاد سے اب تک ہے خصومتِ وہی باقی / ابلیس سا بھی دُشمنِ آدم نہیں ہوتا [کلیات آتش، ر، الف، ص:162]
- دل اگر صاف نہ ہو پاک نہ ہو گا انسان / یوں تو ابلیس کو بھی شرط وضو آتی ہے [گلزار داغ، ص:177]

ابراہیم ادہمؒ: حضرت ابراہیم بن ادہمؒ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی کنیت ابو اسحاق تھی۔ بلخ کے شہزادوں سے آپ کا تعلق تھا۔ بھری جوانی میں تخت پر بیٹھے تاہم ایک معمولی واقعے سے تصوف کی جانب توجہ مبذول ہو گئی اور رفتہ رفتہ تاج تخت چھوڑ کر بلخ کے جنگلوں کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ علامہ منیر احمد یوسفی لکھتے ہیں: "ایک آدمی نے کئی برس آپ کی خدمت میں گزارے۔ وقتِ رخصت اِس نے نصیحت کے لیے کہا اور یہ استفسار کیا کہ حضور اگر مجھ میں کوئی نقص دیکھا ہو تو اس کی نشاندہی کر دیں تاکہ میں اس کی اصلاح کر لوں۔ آپؒ نے فرمایا: میاں! میں نے تمہیں ہمیشہ محبت و التفات کی نظر سے دیکھا ہے۔ نقص پر نظر تو مخالفین کی جاتی ہے اور تم تو میرے اپنے ہو۔"(3)

- حماقت ہے غرورِ جاہ اہلِ فقر کے آگے / یہ تاج و تخت ہے رہ کردہ ابراہیم ادہم کا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:42]
- ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر / گواہ اُس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا [کلیات آتش، ر، الف، ص:128]

ابنِ زیاد: ابنِ زیاد ایک مشہور حریفِ دُشمن امام حسینؓ ہیں جس کی سفاکی اور ظلم و بربریت سے واقعہ کربلا ایسا سانحہ جنم دیا۔ اس کے کردار اور شخصیت کے منفی پہلوؤں اور مذموم حرکات کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مسلم بن عقیل نے امام حسین کے حق میں بیت کا اعلان کیا تو یزید نے انھیں کوفہ کا گورنر مقرر کرنے کے احکامات جاری کیے۔ ابن زیاد نے مسلم بن عقیل اور اس کے دو کم سن بیٹوں کو شہید کرایا۔ حُر کا راستہ روکا اور اور عمر بن سعد اور شمر کو فوج دے کر امام حسین کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ اس بدبخت کا انجام مختار ثقفی کے ہاتھوں میدانِ جنگ میں ہوا۔

- دُشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا / آتشؔ نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے کلیات آتش،:401]

ابو لہب: ابو لہب حضور اکرمؐ کے رشتے میں چچا تھے۔ ہجرتِ مدینہ سے قبل ان کے معاملات کچھ بہتر تھے تاہم فتح مکہ کے بعد اور ہجرت مدینہ کے بعد کا درمیانی دور ابو لہب کی سرکشی، رعونت، کبر، اور فرعونیت کا دور تھا۔ رب تعالیٰ نے سورہ لہب میں بطور مذمت اس کے ہاتھ ٹوٹنے جیسے سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

- خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز / ابو لہب سے ہے قرِ ابوتراب بلند [کلیات آتش، ر، د، ص:208]
- صبر جمیل تھا کہ ستم پر ستم سہا / بو جہل و بو لہب سے ذلیل و خفیف کا [گلزار داغ، ص:30]

ادریسؑ: حضرت ادریسؑ تیسرے نبی تھے جو حضرت آدمؑ اور حضرت شیثؑ کے بعد نبوت کے عہدے پر سرفراز ہوئے۔ ان کی عبادت و ریافت اور صبر و حِلم بہت مشہور ہے۔ انھوں نے طویل عمر یعنی ساڑھے تین سو برس کے قریب پائی۔ قرآن میں سورہ مریم اور سورہ انبیاء میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔ محمود میاں نجمی لکھتے ہیں: آپؑ نے اپنے معتقدین کے علاوہ جو بھی صحبت میں آیا اسے پڑھنے لکھنے کے ہنر سے شناسا کیا۔ زندگی کا بیشتر وقت پڑھانے اور درس و تبلیغ میں گزارا۔ اسی وصف کے پیشِ نظر آپؑ کو "ادریس" کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔"(4)

- جیسے جنت میں ہیں ادریسؑ رہوں میں بھی مُدام / لائیں گر طالعِ بیدار ترے کوچے میں [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:162]
- ناصحا! ہرگز سیا جائے نہ میرا طاق دل / سوزنِ عیسیٰؑ میں رشتی بھی جو ہو ادریسؑ کا [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:48]

ارسطو: ارسطو یونان کا قدیم ترین فلسفی، ماہر سائنس دان تھا۔ حمزہ جاوید لکھتے ہیں: "ارسطو، سترہ سال کی عمر یعنی اوائل جوانی میں افلاطون کا شاگرد ہوا اور اُستاد کے انتقال تک ان سے علم کا کسب کیا۔ ارسطو نے فطرت کے بنیادی علم کے علاوہ تاریخ، نفسیات، جغرافیہ، فلکیات، سیاسیات اور اخلاقیات کے بارے میں بھی ادراک حاصل کیا"۔(5) اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ ارسطو نے جس مکتبہ فکر کی بنیاد ڈالی وہ ہر زمانے کی اب ناگزیز ضرورت بن چکا ہے۔

- صورتِ حال دو عالم منعکس ہے دل میں صاف / منہ تو دیکھو یوں بنائے گا ارسطو آئینہ [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:434]

اسفندیار: اسفند سے متعلقہ قصص ایرانی ادب میں جا بجا ملتے ہیں۔ کلاسیکی غزل کا یہ امتیاز ہے کہ اس میں تاریخی و داستانوی اور مذہبی شخصیات و واقعات سے متعلقہ تلمیحاتی خزانہ بڑا زرخیز ہے۔ متاخرین اس گنجینہ سے برابر استفادہ کر رہے ہیں۔ ساجدہ قریشی لکھتی ہیں: "اسفند فارس کے مشہور فرماں روا 'گشتاسپ' کا جواں ہمت سپوت تھا جس نے چین اور توران میں اپنی بہادری کے جوہر دکھایے اور ایران کو اس کا زائل شدہ مقام اور مقبوض علاقوں کو اصل مفتوح کو لُٹانے میں اہم کردار ادا کیا"۔(6)

- ناصح بھی رشک رستم و اسفندیار ہے / وقت کلام میری کڑی بات سہہ گیا [مہتاب داغ، ص:۴۰۹]
- سر باز و جاں نثار محبت وہ ہیں دلیر / رستم بھی ہو تو کچھ اسے گردانتے ہیں [آفتاب داغ، ص:۲۹۶]

افراسیاب :قدیم ایرانی تاریخ کے مطابق افراسیاب اہلِ توران کا بادشاہ گزرا ہے جس نے 'آریاوں' کی شاہی تمکنت کو ہتھیانے کی بے سود سعی کی اور اس سلسلے میں اسے خسرو کے ہاتھوں زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ افراسیاب کی مذموم بد اعمالیوں کا سلسلہ منوچہر کے دورِ حکومت میں شروع ہوا اور خاتمہ افغانستان پر قابض ہونے کے بعد کیخسرو کے ہاتھوں ذلت اُٹھانے پر منتج ہوا۔

- بنے ستم وسام وگیو نریماں/رہے رشک افراسیاب اول اول[مہتاب داغ، ص:8]

افلاطون :افلاطون،یونان کا عظیم فلسفی،سقراط کا شاگرد اور مقلد تھا۔ افلاطون کا زمانہ قبل مسیح کے قریب بتایا جاتا ہے۔ اوائل جوانی میں شاعری اور ڈرامہ نویسی سے لگاؤ رہا۔ افلاطون نے 'مبادیات فلسفہ' کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اخلاقیات، سیاست، مابعد طبیعات اور علم طبیعات پر اپنی فکری اور آزادانہ نظریات کے گہرے نقوش ثبت کیے۔یونان کی سرزمین اس حوالے سے خوش قسمت ہے کہ اس زمین پر فلسفے اور حکمت نے جنم لیا۔

- چین کی جا کوئی دُنیا میں نہیں جز غمکدہ/کیا ہی دانا ہے کہ ساکن خم میں افلاطوں ہوا[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:11]
- اے جنونِ عشق!کالے کا اثر رکھتا ہے تو/گل ترے آگے چراغِ عقل افلاطوں ہوا[کلیات آتش، ر، الف، ص:139]
- تیری دانائی کے قائل تھے سب افلاطوں منش/شاعری نے کر دیا اے داغؔ سودائی مجھے[مہتاب داغؔ، ص:554]

امام حسنؓ :حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ کے بڑے بھائی، حضرت فاطمہؓ و علیؓ کے بیٹے اور حضور اکرم ﷺ کے نواسے تھے۔ اہل سنت کے نزدیک آپ پانچویں جبکہ اہل تشیع کے نزدیک آپؓ دوسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد آپؓ کو بطور خلیفہ منتخب کر لیا تھا تاہم امیر معاویہ کے اسرار اور اندرونی خلفشار کے باعث آپ خلافت سے سبکدوش ہوگئے۔ آپ کی سیرت و سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ غریبوں، بے کسوں اور ناداروں کے حقیقی والی و مولا تھے۔ آغا سید حامد علی موسوی لکھتے ہیں: حضرت انس سے ایک روایت منسوب ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ امامِ حسن اور امامِ حسین میں زیادہ محترم اور عزیز کون ہے تو آپ نے فرمایا: دونوں"۔(7)

- باغِ بہشت اور بھی سرسبز ہو گیا/مسموم جب یہاں سے امامِ حسنؓ گئے[کلیات ناسخ، جلد2، ح،2، ص:172]

اورنگ زیب: مغل سلطنت کا عظیم فرماں روا اورنگ زیب سلطنت مغل کا چھٹا بادشاہ تھا جس نے 1657 سے 1707 وفات تک حکومت کی۔ سلطنت مغل کی مجموعی تاریخ میں اکبر کے بعد اورنگ زیب نے صحیح معنوں میں عنانِ حکومت کو سنبھالا اور سلطنت کو عروج بخشا۔ طویل دورِ حکومت کے دوران اورنگ زیب کو مسلسل بغاوتوں اور سازشوں کا سامنا رہا جن کی سرکوبی نے اسے چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ اورنگ زیب عالمگیر سلطنت مغل کا ایک عظیم فرماں روا تھا جس نے صحیح معنوں میں مغل سلطنت کو استحکام و وسعت سے ہمکنار کیا۔ اورنگ زیب کے دور میں اسلامی تعلیمات کا احیا ہوا اور دیگر مذاہب کے جملہ رسوم و رواج پر عارضی قدغن سے اس کی شہرت کا تاثر خراب بھی ہوا۔ مجموعی طور پر اورنگ زیب عالمگیر کا دور حکومت مغل سلطنت کے عروج کا دور ہے۔

- دل میں کچھ قائل ہوا تقدیر کے نیرنگ کا/بن گیا تابوت آپ اورنگ زیب اورنگ کا[کلیات ناسخ، جلد2، ح، اول:66]

- زیبِ اورنگ ہوا ہے شہِ عادل ناسخ / کیوں نہ نوروز کو دن رات برابر ہو جائے [کلیات ناسخ، جلد 2، ح، 2، ص: 61]

ایوبؑ: ایوبؑ / صبر ایوبؑ معروف تلمیح ہے جس کا ذکر کلاسیکی غزل میں بکثرت پڑھنے کو ملتا ہے۔ رب تعالیٰ نے ایوبؑ کے صبر اور شکر اور ہر حال میں راضی بر رضا رہنے کے انداز کو قرآن میں خوب سراہا ہے اور اپنا صابر بندہ قرار دیا ہے۔ ثوبان سعید لکھتے ہیں: "ایوبؑ کو رب تعالیٰ نے آزمائش کے کڑے امتحان سے گزارا؛ اس کے باوجود آپؑ نے صبر و استقامت کا اعلیٰ مظاہرہ دکھایا۔ دُنیاوی اعتبار سے بظاہر کچھ باقی نہ رہا اس کے باوجود آپؑ کا صبر مثالی رہا۔ آپؑ کے اسی صبر و استقامت کو ادبیاتِ عالم میں "صبر ایوب" ایسی ضرب المثل سے یاد کیا جاتا ہے۔"(8)

- اس کے وعدے کی وفا تک وہ کوئی ہووے گا جو ہو / معمر نوح سا، صابر ہو ایوب سا [دیوان سوم، میر، ص: 185]
- مبدّل صبر بے تابی سے ہو جائے / اگر دیکھیں تری ایوبؑ صورت [کلیات آتش، ر، ت، ص: 187]

بلعم باعور : بلعم باعور بنی اسرائیل کے ایک عالم کا نام تھا جو تورات کا جاننے والا تھا۔ بلعم باعور کے بارے میں اختلاف کے ساتھ متعدد روایت ملتی ہیں جس نے اس کی شخصیت کو متنازع بنا دیا ہے۔ معروف یہ ہے کہ اس کی گردن لمبی اور جسم بے ہڈی تھا۔ محمود نیازی لکھتے ہیں: "حضرت مولانا جلال الدین نے لکھا ہے کہ بلعم باعور اسرائیل کا ایک عالم تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اسمِ اعظم بخشا تھا۔ وہ جو بھی دُعا مانگتا تھا، وہ قبول ہوتی تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے ایک کافر بادشاہ پر چڑھائی کی۔ کافر بلعم باعور کا معتقد تھا۔ اُس نے کہا کہ آپ موسیٰؑ کے لیے بد دُعا کریں۔ بلعم نے انکار کیا کہ موسیٰؑ برحق خدائے رسول ہیں۔ میں ان کے لیے دُعا نہیں کروں گا تاہم عورت کے حُسن اور مال کے لالچ میں اس نے جیسے ہی بد دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے؛ اسے اسم اعظم بھول گیا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ اس کی زبان باہر نکل آئی اور وہ ذلیل ہو کر مرا"۔(9)

- آدمی کوئی نہیں مثلِ سگِ اصحاب کہف / ہیں سگِ دُنیا ہزاروں بلعم باعور سے [کلیات ناسخ، جلد اول، ص: 343]
- بے معرفتِ حق ہوئیں بے کار نمازیں / شل ہو گئیں گو بلعم باعور کی ساقیں [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول: 360]

بلقیس : بلقیس ملک سبا کی ملکہ تھیں جن کا ذکر سلیمانؑ کے ساتھ قرآن میں نام لیے بغیر آیا ہے۔ بلقیس اور ان کے تخت بلقیس کے بارے میں تفصیل سے قرآن میں قصہ مذکور ہے۔ ملکہ بلقیس اپنے زمانے کی انتہائی زِیرک اور دانشور خاتون تھیں جنہوں نے تنہا اپنے ملک سبا کا انتظام و انصرام لائق تقلید آمیز انداز میں سنبھال رکھا تھا۔ اس کی قوم سورج کی پجارن تھیں۔ ہدہد مشہور پرندے نے ملکہ سبا کی سلطنت کی خبر سلیمانؑ کو دی تھی جنہیں سلیمانؑ نے خط لکھ کر اسلام کی دعوت اور میزبانی کا شکریہ ادا کرنے لیے مدعو کیا تھا۔

- ذکر کیا اُس مہ کے آگے زہرہ برجیس کا / ہے سلیماں وہ پری رُتبہ ہے کیا بلقیس کا [کلیات ناسخ، جلد 2، ح، اول: 48]
- عاشق اس غیرت بلقیس کا ہوں اے آتش / ام تک جس کے کبھی مرغِ سلیمانؑ نہ گیا [کلیات آتش، ر، الف، ص: 111]

بہزاد : بہزاد اپنے زمانے کا سب سے بڑا اور مصور تھا جس کی بنائی ہوئی لفظی تصویریں فرماں رواؤں (صفوی خاندان) کے محلوں میں آویزاں رہا کرتیں تھیں جس کا ثانی دور دور تک کوئی نہ تھا۔ کلاسیکی غزل میں بہزاد اور مانی دو ایسے مصور کا تذکرہ سب سے زیادہ

دلچسپی کا مظہر رہا ہے جسے شعرا نے سیکڑوں اشعار میں جداگانہ اُسلوب و انداز میں بیان کیا ہے۔ ثوبان سعید لکھتے ہیں: "بہزاد کی مصوری اس کے فن کی معراج تھی۔ اس نے 'تیمور نامہ' اور 'بوستان سعدیؒ' میں جو کمالات دکھائے ہیں وہ دیکھنے کے لایق ہیں"۔(10)

- اس کی تحریر سے منقوش دلوں پر تا حشر / خامہ فکر ہے کچھ خامہ بہزاد نہیں [کلیات ناسخ، جلد 3، ح، اول:310]
- صورت کو تیری دیکھ کے کھنچتی ہے جاں خلق / دل اپنا تھام تھام کے بہزاد رہ گیا [گلزار داغؔ، ص:48]
- خود مصور لوٹ جائے شوخ صورت ہے وہی / اس کی شوخی کھینچ لے یہ منہ نہیں بہزاد کا [یادگار داغ، ص:154]

بہلول دانا : حضرت بہلول یا بلول دانا ایک صوفی درویش تھے جن کا تعلق خلیفہ ہارون الرشید کے خاندان سے تھا۔ امام موسیٰ کاظم کے دوست تھے جبکہ طبیعت میں بچپن سے درویشی تھی۔ رئیسانہ اور شاہانہ طرزِ حیات چھوڑ ویرانوں اور جنگلوں کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ محمد سفیان لکھتے ہیں: "بہلول ایک درویش طبیعت آزاد منش انسان تھے جنھوں نے بادشاہی کے حصول کی ہوس سے خود کو نجات دلا کر ویرانی و تنہائی کو اپنا مسکن بنایا اور ذاتِ حقیقی کے عرفان کے گیان کو زندگی کا اصل مقصد جانا۔ وارفتگی کے عالم میں عموماً آوارادگی و دربدری میں مبتلا رہتے۔ اپنی نکتہ سنجی سے عوام و خواص کو حیران کر دیتے تھے۔ اس وصف نے انھیں بہلول دانا کے لقب سے مشہور کر دیا۔"(11) ناسخ نے بہلول کی دیوانگی کو "فرزانگی" سے تشبیہ دی ہے۔

- کہتے ہیں دیوانگی جس کو وہ ہے فرزانگی / ہو گیا بہلول دیوانہ تو دانا ہو گیا [کلیات ناسخ، جلد 3، ح، اول:73]

بیدلؔ: مرزا عبد القادر بیدل ہندوستانی فارسی شاعری کے بہت بڑے شاعر ہیں جن کی فکر اور اندازِ سخن وری سے جملہ کلاسیکی شعرا نے استفادہ کیا اور اس کے رنگ میں لکھنے کی کوشش کا تتبع کیا۔ میر، سراج اورنگ آبادی، ولی دکنی، ناسخؒ کے بعد آتش، غالب، مومن سمیت سیکڑوں شعرا نے بیدل کے رنگ کو شاعری کا اعجاز قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر یوسف بیگ لکھتے ہیں: "بیدلؔ کی جملہ تصانیت میں متصوفانہ موضوعات کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ان کی شعری تخلیقات میں تشبیہات و استعارات کا خوبصورت نظام اظہارِ جذبات کے تخیلاتی عوامل کو اوجِ مثالی عطا کرتا ہے۔ تماثیل تراشنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے"۔(12) ناسخ نے بیدل کا مصرع بطور تضمین استعمال کر کے بیدل دہلوی کے کلام کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

- سبحۂ را بگست و از بہر کمر زنار ساخت / مثلِ بیدلؔ ان دنوں ناسخؔ بھی بے دیں ہو گیا [کلیات ناسخ، جلد 2، ح، اول:72]

پرویز : ایران کے بادشاہ خسرو دوم کا لڑکا جس نے 590ء میں تخت پر بیٹھ کر ایک پُر زور مطلق العنان حکومت کی تھی۔ اس کی سنگ دلی اور طرزِ حکمرانی کے حوالے سے مختلف آرا تاریخی قصص میں مندرج ہے۔ کہتے ہیں اس نے 38 سالہ دورِ حکومت میں مختلف ٹیکس کی مد میں اتنی دولت اکھٹا کر لی تھی کہ اواخر وقت میں ایک کڑوو ساٹھ فرانک یعنی دینار سے زیادہ رقم جمع تھی جو اس کی سیکڑوں

پشتوں کے لیے کافی تھی مگر بیر رومی بادشاہ ہر کولیس کے حملہ حملوں اور درباری سازشوں کے نتیجے میں یہ دولت بہت جلد اس کی موت اور بعد از موت کے کچھ عرصہ بعد منقسم ہو کر ختم ہو گئی۔

- کم نہ اے شیریں سمجھ پرویز سے / کوہ کن کے سر کو تیشہ تاج ہے[کلیات ناسخ، جلد2،ح،2،ص:73]
- بے ستوں پیچھے بنا، کھود اس کو پہلے کوہکن / دل میں شیریں کے ہوا ہے وہ جو گھر پرویز کا[کلیات آتش،ر،الف،ص:142]

پیر زن: پیر زن سے مراد دُھوکا دینے والی عورت ہے۔ پیر زن ایک بوڑھیا تھی جس نے خسرو پرویز کے کہنے سے فرہاد کو یہ پیغام دیا تھا کہ شیریں مر چکی ہے اس لیے اب تجھے شیریں نہیں مل سکتی۔ یہ خبر سُن کر فرہاد تیشہ سر پر مار کر خود کشی کر لیتا ہے اور جان جانِ شیریں پر نثار کر دیتا ہے۔ دراصل یہ شیریں کے خاوند بادشاہ خسرو پرویز کی ایک چال تھی ۔اس واقعے کا ذکر کلاسیکی غزل گو شعرا کے بڑی صراحت اور دلچسپی سے ملتا ہے۔

- باز رکھا باطنِ پیر مغاں نے شیخ کو / مل گیا اُس پیر زن کو غیر سے اک پیرِ مرد[دیوان اول،میر،ص:276]
- دم فنا اپنا کرے گا کوہکن سر پھوڑ کر / غمزہء شیریں فریبِ پیر زن ہو جائے گا[کلیات آتش،ر،الف،ص:127]
- دی سادگی سے جان پڑوں کوہکن کے پانو / ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیر زن کے پانو[دیوان غالب،ص:112]

پیر زال : پیر زال سے مراد بہت بوڑھا شخص یعنی اتنا معمر کہ اس کے بال سفید ترین ہو جائیں۔ تاریخ میں ایسے ایک بچے کا ذکر ملتا ہے جس کے شِیر خوار عمر میں بال سفید تھے۔ محمود نیازی لکھتے ہیں:"فارس کے مشہور پہلوان رُستم کے باپ زال کے بال پیدائشی سفید تھے۔اس کے باپ سام نے منحوس سمجھ کر کوہ البرز پر ڈال دیا تھا جہاں سیمرغ نے اس کی پرورش کی۔اسی مناسبت سے ہر سفید ریشے دار بال والے بوڑھے کو "پیرِ زال" کہتے ہیں۔اُردو میں اس کا استعمال زیادہ تر نسوانی حُسن کے لیے ہوتا ہے"۔(13) آتش نے دُنیا کی فریبی، مکر اور دُھوکے بازی کو پیر زال سے تشبیہ دی ہے۔

- کس کس بشر کو لائی ہے دُنیا فریب میں / کیا کیا خواں مرید ہے اس پیر زال کا[کلیات آتش،ر،الف،ص:106]

تیمور : تیمور مشہور فاتح سپہ سالار تھا جو سیدھی ٹانگ میں لنگ ہونے کی وجہ سے "تیمور لنگ" کہلاتا تھا۔ اس کا باپ لاسی قبیلہ کا سردار تھا۔ یہ قبیلہ خان تار تار کے ماتحت رہتا ہے۔ تیمور نے ہلاکو خاں کے ساتھ مل کر ہرات، سیستان، کابل، قندھار سے ہوتا ہوا ایران کی ساحلی پٹی تک پہنچا۔ ہلاکو کی صحبت نے اسے خونخار، جابر اور سفاک بنا دیا تھا۔ نرم طبیعت کے باوجود ایک ظالم، سخت گیر اور بے حس حکمران کے طور پر مشہور ہوا۔ناسخ تیمور کی "لنگ "کی کمزوری کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ناسخ نے تیمور کی پاشکستگی کو کمزوری کی بجائے "بہادری و دلیری "کا استعارہ بھی قرار دیا ہے۔

- پاشکستہ جو ہے کرتا ہے جہاں میں سلطنت / یہ صدا آتی ہے ہر دم تُربتِ تیمور سے[کلیات ناسخ، جلد اول،ص:344]
- توڑیں جو پاوں تو بھی جہاں میں پھرے حریص / بیٹھا گیا نہ کونے میں تیمور لنگ سے[کلیات ناسخ، جلد اول،ص:449]

جامیؔ : جامی مولانا عماد نور الدین عبد الرحمٰن عموماً جامی کے نام سے معروف تاریخ دان اور شاعرِ بے مثال ہیں۔ مجیب الرحمان لکھتے ہیں: "ہرات میں قیام کے دوران علمی شہرہ آفاق تصنیف (بہارستان یا روضۃ الاخیار) تخلیق کی۔ آپ کی سبق آموز نصائح سے بھرے ملفوظات اور شاعری دُنیا بھر کے عقیدت مندوں کے لیے عرفانِ حقیقت و معرفت کا چراغِ راہ ہے۔"(14) داغ نے مولانا جامی کے کلامِ نظم و نثر کو جس انداز میں خراج بخشا ہے۔

- کوئی کچھ پڑھایا کرے مغ بچوں کو / یہ بس یاد اشعار جامی کریں گے [مہتاب داغ، ص:399]

جالینوس : جالینوس یونان کا ایک بہت بڑا حکیم فلسفی گزرا ہے۔ جس نے طب میں لازوال شہرت حاصل کی۔ ایڈورڈ جینز لکھتے ہیں: "مغربی ایشیا کے علاقے ایشائے کوچک کا ایک عظم حکیم فلسفی جالینوس محنت کے بل بوتے پر حکمت میں ناقابل نظیر نام کمایا اور دُنیائے طب کو وہ لازوال معلومات فراہم کی جو اس سے پہلے موجود نہ تھیں۔ اواخر عمر میں اس نے بندروں پر تجربات شروع کیے۔ اسے اٹانومی کا بابائے آدم کہا جاتا ہے"۔(15)

- وہ نہیں میرا جنوں ناسخؔ جو ہو درماں پذیر / نبض اگر دیکھے مری، سودا ہو جالینوس کو [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:270]
- آہِ سرد و اشکِ گرم و رنگِ زرد و دردِ عشق / دے جو معجون کو ترکیب، جالینوس ہے [کلیات آتش، یاے تحتانی:383]

جبرئیل : جبرئیل رب تعالیٰ کے خاص چار پسندیدہ اور مقبول ترین فرشتوں میں سرفہرست شخصیت ہیں جنھیں رب تعالیٰ نے خصوصی حیثیت سے ہر جگہ ساتھ و یاد رکھا ہے۔ انیس الرحمان لکھتے ہیں: ۔"عبرانی زبان میں جبرئیل کے معنی "مرد خدا" کے ہیں ۔ قرآن و حدیث میں حضرت جبرئیلؑ کے اور بھی کئی نام "روح الامین، روح، ہاتف اور سروش" وغیرہ آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت "دمِ جبرئیل" ہی کے ذریعے سے ہوئی تھی۔ حضرت مریمؑ کے گریبان میں حضرت جبرئیلؑ نے پھونک ماری تھی ۔ معراج کی شب حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کے ہمراہ تھے"۔(16)

- ایک طرف جبرئیل آتا ہے، ایک طرف لاتا ہے کتاب
  ایک طرف پنہاں ہے دلوں میں، ایک طرف پیدا ہے عشق [دیوان پنجم، میر، ص:355]
- غاشیہ بردار تھے جبرئیل ہمراہِ رکاب / جب ہوا راکب براق آسماں رفتار کا [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:99]
- پہنچے جو تری کُنہ کو اے ذات مقدس! / اندیشہ جبرئیل سے بھی وہم و گماں ہے [کلیات آتش، یاے تحتانی:456]

جمشید : جمشید؛ حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً سو سال پیشتر دادی خاندان کا چوتھا قدیم ایران کا حکمران تھا۔ اس خاندان کی حکومت سات سو برس تک تسلسل سے جاری رہی۔ ثوبان سعید لکھتے ہیں: جمشید نے اپنے زمانے کے قابل سائنس دانوں کی معاونت سے ایک ایسا طلسمی پیالہ تیار کروایا تھا جس میں ترشی ہوئی لکیروں کی مدد سے دُنیا کے عجائبات کا مشاہدہ کرتا تھا۔ جامِ جم اور جمشید کے اس قصے کے بارے میں مورخین و مفسرین کے ہاں خاصا تضاد پایا جاتا ہے"۔(17)

- جمشید جس نے وضع کیا جام، کیا ہوا / وے صحبتیں کہاں گئیں، کیدھر وے نائے نوش [دیوان دوم، میر، ص:232]

- ہو گیا گورِ غریباں میں عیاں حالِ جہاں / کاسہ سر جو نظر آیا وہ جامِ جم ہوا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:20]
- سلطنت دست بہ دست آئی ہے / جامِ مئے خاتمِ جمشید نہیں [دیوان غالب، ص:89]
- مر گئے خسرو جمشید سے میکش لاکھوں / رونق ساغر و آرائش محفل ہے وہی [آفتاب داغ، ص:322]

جعفر طیار : جعفر طیار اسلام کی اشاعت کے اوائل دور کے معروف صحابی ہیں۔ طیار سے مراد "تیز دوڑنے والا" یعنی جنت کی طرف جانے والا۔ یہ لقب حضورؐ نے آپؓ کو عطا کیا تھا۔ ابتدائے اسلام میں دین کی تبلیغ و ترویج میں آپ کا نام سر فہرست ہے۔ علامہ اُسید الرحمن لکھتے ہیں: "مشرکین مکہ نے نجاشی کے دربار میں صحابہؓ کو بلایا اور ان سے مذہب سے متعلق سوالات کیے جن کے بطور ترجمان حضرت جعفر طیار نے سورہ مریم کی روشنی میں جوابات دے کر نجاشی کو مطمئن کر لیا۔ ان کے اقدامِ شجاعت سے مسلمانوں کی تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی راہ ہموار گئی"۔(18) جنگِ موتہ کے معرکہ میں آپ کی شہادت ہوئی۔ ناسخ نے طیار لقب کی رعایت سے جعفر کو جنت کے بلند پرواز برق رو پرندوں سے تشبیہ دی ہے۔

- عندلیبِ روح ناسخؔ اُڑ کے پہنچے خلد میں / ہو پرِ پروازِ اُلفت جعفرِ طیّار کلیات ناسخ، جلد اول، ص:439]

چنگیز خان: چنگیز خاں دُنیا کے مشہور فاتح تموچن کا لقب تھا جسے: خانِ اعظم" بھی کہتے تھے۔ تیرہ برس کی عمر میں اس نے مغل سردار کی چالیس ہزار فوج کے لشکر سے مقابلہ کیا اور انھیں پسپا کر کے تخت پر بیٹھ کر چنگیز خان کا لقب اختیار کیا۔ دُنیا فتح کرنے کے گھمنڈ نے اسے تاتار، ایران، بخارا، سمرقند، ہرات، خوجند اور چین میں یلغار کی اور انھیں روند کر فاتح اعظم کہلایا۔ اُردو ادب میں خونخوار اور ظالم آدمی کو چنگیز خان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

- بے گنہ کرتا ہے اے ناسخؔ ہزاروں کے وہ خوں / دوسرا دُنیا میں اب چنگیز خاں پیدا ہوا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:06]
- ظلم کرتے ہیں بیانِ سنگِ دل بہر نمود / شہرہ آفاق خونِ خلق سے چنگیز ہے [کلیات آتش، یاے تحتانی:363]
- ہوئے قتل عشاق پر مستعد تم / محبت میں چنگیز خانی نہیں ہے [یادگار داغ، ص:389]

حاتم : حاتم طائی زمانہ جاہلیت کا ایک مشہور سخی شخص تھا۔ حاتم کی مہمان نوازی اور فقیروں کی دست گیری کا یہ عالم تھا۔ کوئی سائل اس کے دروازے سے خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا۔ اس کی سخاوت، فیاضی اور کرم نوازی کی داستانیں عالمی کلاسیکی ادب و تاریخ میں مندرج ہیں۔ محمود نیازی لکھتے ہیں: "حاتم مشہور عرب رئیس گزرا ہے جس کی سخاوت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ شنید ہے کہ اس نے جوشِ سخاوت میں اپنا قیمتی گھوڑا، نوکر، ذاتی اسلحہ اور اونٹ تک خیرات کر دیئے تھے"۔(19) ناسخ نے حاتم کے نام کو باقی رہ جانے کی وجہ بخیلوں کی کارگزاری اور ارتکازِ دولت کو قرار دیا ہے جبکہ داغؔ نے قارون کی تاریخی تلمیح کی رعایت سے حاتم کو اس سے بدرجہا بہتر و برتر قرار دیتے ہوئے حاتم کی قوفیت کا اعتراف کیا ہے۔

- بخل جتنا ہے زیادہ، جود اِتنا کم ہوا / آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:19]
- سخاوت جس کو کہتے ہیں کہانی ہے زمانے میں / بخیلوں کی بدولت رہ گیا ہے نام حاتم کا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:42]

؎ دیکھ کر فیاض کو گھٹتی ہے کیا طبع بخیل / موت تھی قارون کی ہوتا اگر حاتم کے پاس [مہتاب داغ، ص:446]

حافظ شیراز: حافظ شیرازی سے مراد مشہور فارسی شاعری حافظ محمد شمس الدین ہے جو فارسی زبان و ادب میں مشہورِ لافانی ہوا۔ پروفیسر کبیر احمد جائسی لکھتے ہیں: "حافظ کی صوفیانہ شاعری دیگر تمام صوفی شعرا سے قدرے مختلف ہے۔ حافظ ایک عہد کا نام ہے جو اپنی شاعری میں ثقافت کی جزویات کو ماتھے کے جھومر کی طرح سجا کر رکھتا ہے۔ تسلیم و رضا اور توکل و جہد کی تمام تر ریاضتوں اور مشقتوں کا سہل بیان حافظ کی شاعری میں اظہر الشمس ہے"۔(20)

؎ رشکِ گلزار مصلیٰ ہے ہر اک رنگیں غزل / آئے ہیں حافظ کنارِ آبِ رکنا باد سے [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:406]

؎ ناسخ کی غزل سُن کے کہا کرتے ہیں شاباش / آتی ہے مجھے حافظِ شیراز کی آواز [کلیات ناسخ، جلد2، ح، اول:222]

حسینؓ: حسین یعنی امام حسینؑ رب تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں۔ حضور اکرمؐ کے نواسے مولا علیؓ کے فرزند اور شہیدِ اسلام ہیں۔ دینِ اسلام کو تا قیامت نافذ العمل دوام کی راہ ہموار کرنے میں امام حسینؓ کا کردار مرکزی ہے۔ امامِ حسینؓ نے نانا کے دین کی حُرمت پر حرف نہ آنے دیا خود کو قربان کر کے دینِ اسلام کی شمع کو قیامت تک کے لیے روشن کر دیا۔

؎ یہ معجزہ ہے حسینِ شہید کا ناسخ / بجا ہے گر کہوں ہے بند خواب شیشے میں [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:313]

؎ اے داغ کیوں نہ مجھ کو شفاعت کی ہو اُمید / میں ہوں محب حسینؓ کا دشمن یزید کا [گلزار داغ، ص:344]

؎ مدد کہیں سے نہ پہنچے یہ سب کو دھڑکا تھا / حسین ابن علیؓ کا تھا نام چار طرف [مہتاب داغ، ص:577]

حضرت عباسؓ: حضرت عباس بن علی شہنشاہ علمدار لشکرِ حسینؓ اپنی شخصیت، بہادری اور شجاعت کے حوالے سے واقعہ کربلا کے سلسلے میں بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ عباس بن علی مولا علیؓ کے بیٹے تھے۔ بے حد خوبصورت اور حسین و رعنا تھے۔ کربلا میں یومِ عاشوا کے دن اپنے آل و اقربا کو بچانے کے لیے پانی لانے کی سزا میں یزیدی فوج کے ہاتھوں بازو کٹوانا گوارا کر لیا لیکن پسپا نہ ہوئے۔ ناسخ نے حضرت عباسؓ کی بھائی سے وفاداری اور مشکل وقت میں ساتھ نبھانے کو ظلِ حق سے تشبیہ دی ہے۔

؎ رہتے ہیں ظلِ حمایت میں علم کی ناسخ / حامی اپنا کوئی جُز حضرت عباسؓ نہیں [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:211]

حمزہ[حمزہ کا قصہ]: حمزہ کا قصہ طول الطویل اور ضخیم داستان کو کہتے ہیں جو شیطان کی آنت کی طرح دراز ہو اور اس کا کوئی منطقی انجام نہ ہو۔ حمزہ کا قصہ ایک فرضی داستان ہے جس میں امیر حمزہ کے کارناموں کا ذکر ملتا ہے۔ داستان امیر حمزہ کا شمار ادبِ عالیہ میں ہوتا ہے۔ گیان چند جین لکھتے ہیں: "یہ قصہ 'رموز حمزہ' کے نام سے ایران میں تخلیق ہوا تھا۔ ہندوستان میں پہلی مرتبہ اسے اکبر اعظم کے حکم سے علامہ فیضی نے اسے آسان فارسی زبان میں تالیف کیا تھا۔ منشی نول کشور نے اس داستان کو 46 جلدوں میں شائع کیا۔ یہ تمام جلدیں 1880 ء سے 1900ء کے درمیان منظر عام پر آئی۔"(21)

؎ ہر بن مُو سے دم ذکر نہ ٹپکے خونناب / حمزہ کا قصہ ہوا عشق کا چرچا نہ ہوا [دیوان غالب، ص:33]

حُر : حُر ایک معروض کربلائی شخضیت ہیں جس کی وفاداری اور اُصول پرستی نے کربلا کے حق و باطل کی تفریق میں اہم کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں: "حُر بنو تمیم سے منسوب ایک فوجی سردار تھا جس اِس نے دیکھا کہ ابنِ زیاد امام حسین سے کسی صورت مصالحت پر آمادہ نہیں ہے تو جنگ سے قبل یہ اپنے بھائی، بیٹے اور غلام سمیت چند افراد کے امام حسین کے قافلے میں شامل ہو گیا اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوا"۔(22) مرزا داغؔ نے حُر کی امام حسینؑ سے محبت و عقیدت اور شاملِ لشکر امامِ حسینؑ کی روداد کو کمال خوبصورتی سے شعر کے پیکر میں سمو دیا ہے۔

- یہ عرض شاہ سے کی حر نے کیجئے اپنا/ نہ بھٹکے یا مرے مولا غلام چار طرف [مہتاب داغ، ص:77]

حزیںؔ : حزیں مشہور کلاسیکی غزل گو صوفی شاعر گزرے ہیں جن کے دیوان میں صوفی ازم کے فروغ اور درویشی کلچر کے متعلق بڑی گہری اور سچی شاعری ملتی ہے۔ بنارس میں ان کا مزار آج بھی موجود ہے۔ ناسخ کی مثنوی مولودِ علیؑ میں بھی علی حزیں کا ذکر ملتا ہے۔

- جو کانپور سے ناسخؔ چلو بنارس کو/ مزارِ پاک جنابِ علی حزیں دیکھو [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:382]

خضر: خضر ایک نیک بندہ، بزرگ، ولی، نبی اور جانے کیا کیا لقب سے ملقب ہے۔ اس کے بارے میں سیکڑوں قصے کہانیاں مشہور ہے خالد ہمایوں لکھتے ہیں: "خضر جسے بلبا ابو عباس کے نام سے عربی ادب میں جانا جاتا ہے، عرف عام 'خضر' یعنی سبز پوش مشہور ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ جہاں تشریف رکھتے ہیں وہاں گھاس اُگ آتی ہے۔ یہ قیامت تک زندہ رہیں گے، بھولے بھٹکوں کے لیے راہ نجات ہیں۔(23) کلاسیکی غزل میں خضر مستقل موضوع کی حیثیت سے مستعمل ہیں۔ خضر کی جادوائی اور طلسماتی شخصیت کو شعرا نے نت نئے انداز میں شعری اُسلوب پہنایا ہے۔

- نابلد ہو کے رہِ عشق میں پہنچو تو کہیں/ ہمراہِ خضر کو یاں کہتے ہیں گم راہ سنا [دیوان اول، میر، ص:90]
- خضر کو اُس نے بامردی کے آگے لنگ ٹھہرایا/ کہ جس نے پر نفس کو قاطعِ فرسنگ ٹھہرایا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:76]
- سبزہ ءخط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھیں/ حشر اُن لوگوں کا ہو گا خضر پیغمبر کے ساتھ [کلیات آتش، ہائے ہوز:329]
- عمر جاوید تو خضر کو ملے/ عیش جاوید سے فراغ ہوا [گلزار داغ، ص:2]

خواجہ 'معین الدین' چشتی، المعروف "سلطان الہند" غریب نواز : خواجہ معین الدین "چشت" خاندان کے روحِ رواں ہیں۔ آپؒ نے قطب الدین بختیار کاکی مشہور صوفی کے ہاتھ پر بیت کی اور تصوف کے جملہ اسرار و رموز سے عملی طور پر آگاہی حاصل کی۔ بابا فرید المعروف گنجِ شکر آپؒ کے ہم عصر درویش گزرے ہیں۔ آپؒ کا حُسن سلوک اور بندہ پروری ضرب المثل ہے۔ معین الدین گدی نشین لکھتے ہیں: خواجہ صاحب کے توسط سے ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی داغ بیل ڈلی، آپؒ نے اپنے مثبت رویے اور حُسنِ سلوک سے سوا لاکھ کے قریب غیر مسلم کو ایمان کے حلقہ میں شامل کیا۔ آپ کی مشہور تصنیفات میں 'گنج الاسرار، بحر الحقائق، دیوان معین

الدین' قابلِ ذکر ہیں"۔ آپ کا مزار اجمیر میں مرجع خلائق ہے۔"(24)داغؔ نے خواجہ کی شان میں قصیدہ بھی لکھا ہے۔ جس میں خواجہ کے معجزات اور علم و فن سے محبت و عقیدت کا بیان کیا ہے۔

- یا خواجہ معین الدین چشتی، سلطان الہند غریب نواز یا واقف راز خفی و جلی، سلطان الہند غریب نواز [مہتاب داغ، ص:445]

داؤدؑ : رب تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو متعدد معجزات سے نواز رکھا تھا۔ آپؑ کے ہاتھوں میں لوہا موم بن جاتا تھا جس سے زریں اور حربی سامان بناتے تھے اسی طرح آپؑ کی آواز میں سوز اور لوچ کا ایسا حسین امتزاج تھا جس سے پرند ہوا میں رُک جاتے تھے۔ قرآن میں حضرت داؤدؑ کی خوش الحانی کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضر داؤد کی اس فضیلت کا ذکر سورہ صبا، انبیا اور ص میں صراحت سے آیا ہے۔ کلاسیکی شعرا کا مطالعہ وسیع تھا اور تمام تر کلاسیکی ادبیات و مذہبیات کے قصص کو انھوں نے پڑھ رکھا تھا۔

- آواز تیری نغمہء داود ہے اگر / عالم ہے صاف مُصحفِ رو پر زبور کا [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:25]
- یاد الٰہی میں جو نعرہ "یاہو" کیا / بھول گئے وحش و طیر نغمہ داود کو [کلیات آتش، ر، و، ص:325]
- پہروں پڑھے ہے حضرت داؤد پر درور / جب آگیا ہے داغؔ کوئی خوش گلو پسند [گلزار داغ، ص:4]

داؤد خانی : داؤد خان شاہ عالم ثانی کا مصاحب تھا جس کی اہمیت خاص ارکانِ شوریٰ میں تھی۔ یہ شخص ملکوں ملکوں سفر کرتا تھا اور حکمت و طب سے شغف رکھتا تھا۔ شاہ عالم ثانی کے لیے مصر سے سفید گیہوں یعنی گندم لایا تھا جس کی تاثیر مختلف امراض کے لیے نہایت مفید تھی۔ شاہ عالم ثانی نے اس تحفے کو اصرار سے منگوایا اور بے حد پسند کیا۔

- خوش الحاں نالہ کش مجھ سا نہ ہو گا باغِ عالم میں / غذا میری دونانِ گندم داود خانی ہے [کلیات آتش، یاے تحتانی:406]

دجّال : کلاسیکی ادب میں نظم و نثر کی جملہ اصناف میں دجال ایسی طلسمی شخصیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ابنِ جیلانی مدنی لکھتے ہیں: دجال ایک قوی ہیکل تنومند جوان ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کی چالاکی اور مکاری کو کوئی زیر نہیں کر سکے گا، اس کی فتنہ گری سے ہر چیز تلپٹ ہو جائے گی۔ دُنیا مختلف امراض میں مبتلا ہو جائے گی۔ اہل ایمان سخت پریشانی کا شکار ہوں گے، اس کا قلع قمع حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں بتایا گیا ہے۔"(25)

- ہے قوی تر دوست اے ناسخ جو دشمن ہے قوی / ساتھ مہدی کے ہوں میں، کچھ غم نہیں دجال کا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:67]
- کچھ نہیں اے ناسخؔ اُس کو فتنہ انگیزی سے خوف / ضربتِ عیسیٰؑ ہوں میں، دُشمن اگر دجّال ہے [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:326]
- کیا دجّال کو پیوندِ خاک اقبال مہدی نے / خدا کے فضل سے خائن گیا آتش میں آیا [کلیات آتش، ر الف، ص:113]

ذوالقرنین: ذوالقرنین ایک عظیم شخصیت ہیں جن کا ذکر قرآن پاک کی سورہ کہف کی آیت 83 میں مذکور ہوا ہے۔ علما جمہور اور مفسرین نے ذولقرنین کے بارے میں اپنے اپنے اندازے تحقیق پر مبنی لگائے ہیں۔ علمائے قدیم کا خیال ہے کہ سکندر اعظم ذوالقرنین ہیں۔ قدیم ادبیات میں ذوالقرنین کو سکندر اعظم سے منسوب کیا جاتا ہے۔

- رائے رکن دیں یاجوج ماجوج آکے دُنیا میں / جو پشیمان تو ہوتا نہ ذوالقرنین آکے دُنیا میں [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:04]

راون : ہندو مذہب کے مطابق راون لنکا کا مشہور راجا اور راکھچسوں کا سردار تھا۔اسے رام چندر جی نے جنگ میں مارا تھا۔اس کے دس سَر تھے ۔اس کی سرشت انتہائی کمینہ اور سفلہ تھی۔اس کے ظلم و جور اور ناانصافی کا چہار سو شہرہ تھا۔رام چندر جی نے اس کے خلاف لنکا میں چڑھائی کر کے اس کی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے غارت کر ڈالا ۔ راون سے متعلق تفصیل 'رامائن' میں پڑھی کا سکتی ہے۔

- آتشِ عشق نے راون کو جلا کر مارا / گرچہ لنکا سا تھا اُس دیو کا گھر پانی میں [دیوان اول، میر، ص:435]

رُستم : رستم ایران کے ایک مشہور پہلوان کا نام تھا۔ اس کا لقب "تہتمن" تھا۔ یہ زال کا بیٹا، شام کا پوتا اور نریمان کا پڑپوتا تھا۔ ایرانی فوج کا مدت دراز تک سپہ سالار رہا۔ اس نے کجلاہان کیان اور کیقباد،کیخسرو اور کیکاؤس کے لیے بڑی قربانیاں دیں مگر ان بادشاہوں نے اس کی قدر نہ کی۔ رستم کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کسی سے شکست نہ کھایا اور ہر جگہ فتح نے اس کے قدم چومے۔

- اِستادہ جہاں میں تھا میدانِ محبت میں / واں رُستم اگر آتا تو دیکھ کے ٹل جاتا [دیوان اول، میر، ص:92]
- زور مردانہ اکھاڑا ہے، اکھاڑا عشق کا / چار دن کشتی لڑا جو اس میں وہ رستم ہوا [کلیات آتش، ر، الف، ص:141]
- ہے ناتواں عشق محمدؐ میں پہلوان / رستم سے ہو مقابلہ کب اس نحیف کا [گلزار داغ، ص:30]

سامری: سامری بنی اسرائیل کے عہد میں موسیٰؑ کے زمانے کا ایک جادوگر تھا۔ یہ بہت ذہن و فطین اور چالاک و ابلیسی ذہنیت کا حامل تھا۔ موسیٰؑ چالیس دن کے لیے کوہ طور پر روانہ ہوئے اور اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل کی رُشد و ہدائیت اور خبر گیری کے لیے مقرر کر گئے۔ سامری نے فائدہ اُٹھا کر ایک گوسالہ یعنی ایک جانور نما پُتلا بنایا جس کے پیٹ سے عجیب و غریب آوازیں نکلتی تھیں۔ اس گوسالہ کو اپنے پیمبر ہونے اور معجزہ قرار دے کر اس نے اپنا اعتماد حاصل کیا اور بنی اسرائیل کو اس گوسالہ کی پرستش پر لگا دیا۔ آخر حضرت موسیٰؑ نے اس کا قلع قمع کیا۔

- لبِ جاں بخش کے اعجاز کا ہے عیسیٰ ہے قتیل / سامری کشتہ ہے آنکھوں کی فسوں کاری کا [کلیات آتش، ر، الف، ص:83]
- عدوے سامری فن دیکھے اعجاز رقم میرا / عصائے موسوی ہے حمد خالق میں قلم میرا [گلزار داغ، ص:29]
- گیسوؤں پر ہاتھ رکھ کر ناز سے کہتے ہیں وہ / سامری کو بھی تو ڈس جائیں یہ وہ کالے مرے [آفتاب داغ، ص:322]

سکندر: سکندر عظیم ناقابلِ شکست سپہ سالار الیگزنڈر معروف سکندر اپنی کامیابیوں اور بہادری کی داستانوں سے جملہ زبانوں کے ادبیات میں سیکڑوں قصص منقول ہے۔ اس نے یونان، ترکی، شام، یروشلم اور بابل تک کو اپنی فتوحات میں شامل کیا۔323 قبل مسیح میں تیس برس کی عمر میں ناقابلِ شکست موت سے شکست کھا کر بخت نصر کے محل میں دفن ہوا۔ انسانی تاریخ اسے ایک عظیم جرنیل، فاتح بادشاہ ہونے کی وجہ سے "الیگزنڈر دی گریٹ" کے نام سے یاد کرتی ہے۔ سکندر جہاں دلیری و شجاعت کا ستعارہ

ہے وہاں کنایتاً عہدِ حاضر کے ابن الوقت حکمرانوں کے لیے وعید کی علامت بھی ہے۔ سکندر کی موت نے موت کے فلسفے کو اس کی شخصیت کا ماتمی استعارہ بنا دیا ہے۔

- سکندر ہو کے مالک سات اقلیموں کا، آخر کو / گیا دستِ تہی لے یاں سے، یہ کچھ کر گیا حاصل [دیوان سوم، میر، ص:377]
- کیوں نہ آئینہ ہو حیراں کہ سکندر تو کہاں / نہیں ہوتا کہیں اب عکسِ سکندر پیدا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:26]
- دامانِ دوست کی ہے سکندر کو آرزو / باہر کفن سے ہاتھ نہیں بے سبب رہے [کلیات آتش، یاے تختانی:373]
- اس قدر شاد ہو گویا کہ ملی ہفت اقلیم / آئینہ ہاتھ میں آیا کہ سکندر آیا [گلزار داغ، ص:66]

سلیمانؑ : سلیمانؑ رب تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور محبوب پیغمبر تھے۔ رب تعالیٰ نے انھیں بہت سے معجزات سے نوازا تھا۔ حضور اکرمؐ سے پہلے موسیٰؑ کے بعد سب سے زیادہ ذکر یوسفؑ کا ہوا اور پھر سلیمانؑ کا ذکر ملتا ہے۔ رب تعالیٰ نے انھیں کل ذی حیات پر دسترس عطا کی تھی۔ اسمِ اعظم کی برکت سے یہ چرندوں، پرندوں اور انسانوں جنوں کو اپنے ماتحت کر لیتے تھے۔ انھوں نے تعمیرات کے فن میں بہت ترقی دی اور ایسی ایسی محیر العقول ہیکل اور عمارتیں تعمیر کروائیں جو کسی انسانی شخصیت کا کارنامہ تصور نہیں کی جاتی۔ سلیمانؑ کے حوالے سے ملکہ بلقیس کا ذکر قصہ سلیمانؑ میں دلچسپی کا رنگ بھر دیتا ہے۔

- مت ہو مغرور اے کہ تجھ میں زور ہے / یاں سلیمانؑ کے مقابل مور ہے [دیوان اول، میر، ص:658]
- انگشتر اپنی دے کے سلیمانؑ کر دیا / طاعت میں بھی سوال سُنا گر فقیر کا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:01]
- تو ہے محبوب اسے ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ اس میں / دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمانؑ تیرا [کلیات آتش، ر، الف، ص:142]
- ہمارے دل پہ محبت کا نقش کندہ ہے / ملا سکے نہ سلیمانؑ بھی اس نگیں سے نگیں [مہتاب داغ، ص:466]

شداد: شداد؛ کا ذکر کلاسیکی شاعری میں تقریباً سبھی شعرا کے ہاں آیا ہے۔ شداد ایک انتہائی جابر اور نرگسیت کا مارا ہوا بادشاہ وقت تھا جو جس چیز کا ذکر سن لیتا یا دیکھ لیتا تو اُسے حاصل کرنے اور اپنی مِلک میں شامل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کسی محفل میں بہشت کے نظاروں اور نعمتوں کا ذکر سنا تو رہا نہ گیا۔ اس نے اپنا کل مال قرآن میں مذکور بہشت ایسی جنت بنانے میں صرف کر دیا مگر اسے دیکھنا نصیب نہ ہوا کہ اس کی جان گھوڑے کی پُشت پر نکال لی گئی۔ کلاسیکی غزل میں بے آس، نامرادی، حسرت کُناں، اور رنجور ملول کیفیت کے لیے شداد کی تلمیح استعمال کی جاتی ہے۔

- اغنیا کو ہے یہاں حسرت، فقیروں کو ہے عیش / باغ میں مزدور ہی اچھے رہے شدّاد سے [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:406]
- سیر اپنے باغ کی بھی نہ کرنے دی کفر نے / کارِ بہشت کوئی نہ شدّاد سے ہوا [کلیات آتش، ر، الف، ص:121]

شمر : شمر بن ذی الجوشن تابعین، قبیلہ "ہوازا" سے تعلق رکھتا تھا۔ اوائل مولا علیؑ کا عقیدت مند تھا بعد ازاں عدوِ علی کے ساتھ مل کر آلِ علیؑ کا بدترین دُشمن ثابت ہوا۔ واقعہ کربلا میں اس نے آلِ علیؑ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ مسلم بن عقیل کی شہادت کا سامان پیدا کیا۔ امامِ حسینؑ کو شہید کیا۔ خیموں میں آگ بھڑکائی، امام سجاد اور دیگر آلِ حسین کی جان لی۔ مختار ثقفی نے اس کا کام تمام

کیا۔ واقعہ کربلا میں اس کا ذکر انتہائی لعین و مردود شخص کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ ناسخ شمر ایسے لعین کے کردار سے باخوبی واقف ہیں۔ ناسخ نے شمر کے کردار اور نیتِ فتور کو عدوِ عشاقاں سے تعبیر کیا ہے۔

- کرتا مجھے شہید نہ تنہا ہی پر رقیب / مانندِ شمر اُس کو ہے خنجر کی احتیاج [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:116]

شیطان : شیطان جسے ابلیس کے نام یاد کیا جاتا ہے۔ مذہبی اعتقاد میں مستقل حریفِ بنی آدمؑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مردودِ بارگاہ خلائق سے قبل اس کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی بطور سردار عرشِ اعظم پر تھی لیکن جب سے اس نے آدمؑ کو برتری کے اعتبار سے سجدہ کرنے سے انکار کیا تب سے عزازیل سے مردودِ بارگاہ خلائق ہوا اور لعین و مردود قرار پایا۔ اس کا کام قیامت تک بنی آدمؑ کو بہکانا ہے اور ایمان کی طاقت و نعمت سے یکسر محروم کرنے پر منتج ہے۔ کلاسیکی غزل گو شعرا کے ہاں ابلیس و آدم کا قصہ سیکڑوں انداز میں تلمیحات و تراکیب کا سامان لیے ہوئے ہے۔

- پھر نہ شیطان! سجودِ آدم سے / شاید اس پردے میں خدا ہووے [دیوان اول، میر، ص:601]
- جو دعوائے خدائی ہے، نکال اغیار کو گھر سے / خدا نے اے صنم! باہر کیا جنت سے شیطان کو [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:286
- جب سے شیطان کا احوال سُنا ہے میں نے / پائے بُت پر بھی ارادہ ہے جبیں سائی کا [کلیات آتش، ر، الف، ص:65]
- شیطان بھاگتا ہے محمدؐ کے نام سے / کیا خوف اس پلید و خبیث و کثیف کا [گلزار داغ، ص:30]

شیریں: شیریں، خسرو پرویز ایرانی بادشاہ کی خوبرو بیگم تھیں جس پر فرہاد نامی ایک سنگ تراش عاشق ہو گیا تھا۔ فرہاد نے شیریں کے حصول کے لیے کوہ بیستون کاٹ ڈالا لیکن اسے شیریں نہ مل سکی۔ فرہاد نے شیریں کے لیے سب کچھ نثار کر ڈالا حتی کہ جان بھی نثار کر دی۔ فرہاد کی جان شیریں کے لیے جوہرِ لافانی ثابت ہوئی۔

- جانِ شیریں کب گئی ہے کوہکن کی رائیگاں / کہتے ہیں شیریں نے آخر آپ کو جوہر کیا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:93]
- فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا / شیریں نے ناپسند مگر بے ستوں کیا [کلیات آتش، ر، الف، ص:114]
- غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزہ نہ ہو / پیتا ہوں دُھو کے خسرو شیریں کے پانو [دیوان غالب، ص:113]

صائبؔ: مرزا محمد علی صائب کو "صائب اصفہانی" کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ صائب فارسی زبان کے خاصے معروف شاعر گزرے ہیں جن کی غزل کا رنگ و آہنگ انفرادیت لیے ہوئے ہے۔ صائب نے "سبکِ ہندی" کو رواج دیا۔ اس نے فارس سے مسافرت اختیار کی، ایران سے کابل و کشمیر کے بعد اصفہان کو مستقل مستقر بنالیا۔ شاہ جہاں سے تعلق داری بھی قائم رہی۔ اصفہان کے بادشاہ 'شاہ عباس' نے اسے "ملک الشعرا" کے لقب سے عزت بخشی۔ میرؔ نے صائب کو اپنے مقابلے میں ریختہ کا بڑا شاعر متصور کیا ہے۔

- شعر صائب کا مناسب ہے ہماری اَور سے / سامنے اُس کے پڑھے گر یہ کوئی جا آشنا [دیوان اول، میر، ص:96]

ضحاک : ضحاک ایک ظالم بادشاہ تھا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے ظلم کے خلاف لوگوں کو بغاوت کی ہمت نہ تھی اور یہ اپنی مطلق العنان بادشاہت کے زعم میں رحم و انصاف و ہمدردی ایسی صفات سے یکسر محروم و بے نیاز تھا۔ ساجدہ قریشی لکھتی ہیں:" ضحاک نے شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنے نیک باپ کو قتل کر ڈالا۔ ابلیس باورچی کا رُوپ دھار کر اس کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ شیطان نے خوش ہو کر ضحاک کے دونوں شانوں پر بوسہ دیا جس سے ضحاک کے دونوں کاندھوں پر سانپ اُگ آئے جو ضحاک کی موت کا سبب بنے"(26) ضحاک کو کلاسیکی غزل میں زلف و کاکلِ جاناں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

- الٰہی! سانپ نکلے مثلِ ضحاک اُس کی گُدی سے / زمانے میں نہ جس کو عشق ہو اُس بُت کی کاکل کا[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:33]
- غیر کو ہے مضحکہ مجھ کو ہے سودائے زلف / مثلِ ضحاک اُس کے شانوں میں ہو پھوڑا سانپ کا[کلیات ناسخ، جلد2، ح، اول:128]

ضمیرؔ : ضمیر؛اودھ کے مشہور مرثیہ گو شاعر تھے۔ان کی مرثیہ نگاری کا غلغلہ ہندوستان بھر میں تھا۔ مرثیہ نگار شعرا میں ضمیر کا شعری قد؛میر خلیق، مستحسن، انیس، حافظ، نظیری، رودکی، سنائی وغیرہ سے کسی صورت کم نہیں ہے۔ان کے مرثیے اہل تشیع کے امام و مبلغین کی زبانوں پر زدِ خاص و عام ہیں۔ میرؔ نے مذکورہ شعر میں ضمیرؔ کی مرثیہ گوئی کے فن کا اعتراف کیا؛ساتھ اپنے نرگسی رویئے کا بھی اظہار کیا ہے ۔

- میرؔ اس غزل کو خوب کہا تھا ضمیرؔ نے / پر اے زباں دراز بہت ہو چکی خموش[دیوان دوم، میر، ص:332]
- ہم مرثیہ دل ہی کا اکثر کہا کرتے ہیں / اب کریے تخلص تو شائستہ ضمیریؔ ہے[دیوان سوم، میر، ص:655]

ظہوری: قدیم فارسی زبان کے مشہور شاعر مولانا نورالدین محمد تبریزی معروف ظہوری؛فارسی غزل اور قصیدہ کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ غالب فارسی شاعری میں حافظ،سنائی، ظہوری، خسرو، عرفی اور بیدل سے بے حد متاثر ہیں۔ خسرو اور بیدل کا تذکرہ ان کے کلام نظم و نثر میں بکثرت موجود ہے۔ دیواوین فارسی اور خطوط میں ان قدیم فارسی شعرا کی نسبت سے ان کے کلام پر نقد و جرح اور تنقیدی آرا بھی ملتی ہیں جس سے غالب کے ذوقِ فارسی اور علمِ فارسی کا پتہ چلتا ہے۔

- ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی غالبؔ / میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں[دیوان غالب، ص:94]

عیسیٰؑ: عیسیٰ مریم یا عیسیٰ ابن مریم ایک قرآنی اسلامی قرآنی تلمیح ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے حالات و واقعات کے بارے میں تفصیل سے ذکر کتب احادیث اور تاریخ میں ملتا ہے۔ انھیں عین اُس موقع پر رب تعالیٰ نے آسمان پر زندہ اُٹھالیا تھا جب ان کی قوم نے متفقہ طور پر انھیں سُولی دینے کی تیاری کر لی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کے اس واقعہ کے بارے میں تقابل ادیان میں خاصا اختلاف ملتا ہے اور جملہ مسالک میں بھی طرح طرح کی آراء سامنے موجود ہیں۔ شعرا کے ہاں بھی یہ بھی صورت حال کسی حد تک مخدوش دکھائی دیتی ہے۔

- اب جو عیسیٰ فلک پہ ہے وہ بھی / شوق میں برسوں خاک چھان گیا[دیوان دوم، میر، ص:166]
- عجز سے عیسیٰؑ کو بھی لکنت ہو موسیٰؑ کی طرح / اے صنم! اعجاز ہے ایسا تری گفتار کا[کلیات ناسخ، جلد2، ح، اول:83]

- عیسیٰؑ مریم وہ لعلِ رُوح پرور ہو گیا/ روئے زیبا حُسنِ یوسفؑ سے پیمبر ہو گیا[کلیات آتش، ر، الف، ص:138]
- زندہ عیسیٰ کا نام کرنا تھا/ اس طرف بھی خرام کرنا تھا[گلزار داغ، ص:2]

عوج بن عنق : عوج بن عنق دُنیا کا لمبا ترین متکفر انسان تھا۔ یہ ایک افسانوی شخص ہے۔ یہ کافر تھا اور طوفان نوح میں کسی صورت بچ گیا تھا۔ اسرائیلی روایات میں اس کے بارے میں دلچسپ کہانیاں منقول ہیں۔ عوج کے بارے میں تاریخی کُتب میں مذکور ہے کہ ااکا قد غیر معمولی تھا۔ نوحؑ نے کشتی بنانے کی غرض سے اس سے مدد بھی لی تھی۔ اللہ نے اس عمل کو عوج کے لیے نجات کا ذریعہ بنا دیا۔ میرؔ کے ہاں عوج کی شخصیت کے پیشِ نظر گہرے طنز کا احساس ملتا ہے۔

- بات اہل کی چلی ہی جاتی ہے / ہے مگر عوج بن عنق کی ٹانگ[دیوان اول، میر، ص:367]

فردوسی طوسی: بادشاہ فردوسی طوسی سے مراد حکیم ابو القاسم فردوسی طوسی مشہور فارسی شاعر ہیں جنھوں نے دسویں صدی میں مشہورِ زمانہ شعری مرقع "شاہنامہ" لکھ کر خود کو ہمیشہ کے لیے امر کر لیا تھا۔ فردوسی طوسی ایرانی کے ایک عظیم شاعر گزرے ہیں جن کا مشہو رزمانہ رزمیہ شاہکار "شامہ نامہ" دُنیا بھر کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو اہے اور خراج وصول کر چکا ہے۔ فردوسی کا "شاہنامہ" فارسی ادبیات کا ایک لازوال کارنامہ ہے۔

- سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھ سے کیا/ دل سے ہوں مداح ناسخؔ بادشادہ طوس کا[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:39]
- التجا ہے بس یہی ناسخؔ خدا سے رات دن / جلد ہو مجھ کو زیارت بادشاہِ طوس کی[کلیات ناسخ، جلد2، ح، 2، ص:54]

فرعون: فرعون ایک شخصی تلمیح ہے۔ کلاسیکی غزل میں فرعون تلمیح ظلم و جبر کا استعارہ کے حوالے سے مستعمل ہے۔ فرعون نے اپنے عہدِ حیات میں خود کو خدا کہلوانے کا اعلان کیا اور ہر چیز کو اپنے احاطہ دسترس میں ہونے اور اصلی خدا کی طرف سے اپنی اس رعونت کی رسی کی ڈھیل کے پیشِ نظر اس نے ظلم و ستم اور بربریت کی انتہا کر دی۔ فرعون نے خدا کے مقابلے میں خود کو خدا کہلوانے کی سزا یوں پائی کہ موسیٰؑ کے مقابلے میں غرقابِ دریا ہوا اور اس کی نعش کو ہمیشہ کے لیے بطور عبرت محفوظ کر دیا گیا۔

- ڈبو دوں گا میں سیل اشک میں اپنے رقیبوں کو / ملی ہے جس طرح فرعون کو تعزیر پانی میں[کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:326]
- موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی / فرعون کو تو نے غرق کیا رودِ نیل کا[کلیات آتش، ر، الف، ص:59]
- اسدؔ یہ عجز و بے سامانی فرعونِ توام ہے / جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا[دیوان غالب، ص:150]

فرید[فرید الدین گنج شکر] : فرید سے مراد فرید الدین گنج شکر ہیں۔ فرید الدین 12 صدی کے ممتاز بزرگان دین میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ چشتیہ سلسلے کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپؒ کے مرشد خواجہ بختیار کاکی ہیں۔ آپؒ نے تصوف کو صحیح معنوں میں وسعت دی اور اسے عوام کی سطح پر لانے میں اپنا حصہ ڈالا۔ آپ پنجابی کے پہلے باقاعدہ شاعر ہیں۔ گورونانک نے آپؒ کا بیشتر کلام "گورو گرنتھ" میں شامل کیا ہے۔

- حاضر ہے چاہے جو کوئی نعت فقیر کی / شیریں کلام اپنا ہے توشہ فرید کا[کلیات آتش، ر، الف، ص:152]

- فقر و فنا کی بو نہیں کس کے دماغ میں / عطار اپنے شہر کا ہر اک فرید ہے[کلیات آتش، یاے تختانی:415]

فریدون: فریدون اپنے زمانے کا مشہور سپہ سالا تھا جس نے ایرانی تہذیب و تمدن اور تاریخ پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے۔ فریدون کو افسانوی ایرانی ہیرو قرار دیا جاتا ہے جس کی شان و شوکت کو سب سے پہلے فردوسی طوسی نے اپنے شاہنامہ میں متعارف کروایا تھا۔ اس کی دلیری، بہادری، شجاعت اور ذی فہم عسکری صلاحیتوں کے کارنامے فردوسی نے اپنے شاہنامے میں جس شاعرانہ اُسلوب میں بیان کیے ہیں وہ انداز اتنا دلکش، اچھوتا اور دلفریب ہے کہ محض ایک افسانوی کردار و کو رستم و سہراب اور ضحاک و جمشید کے برابر فردوسی نے لا کھڑا کیا ہے۔

- بلندی میں مثالِ آسماں گر قصر تھا تو کیا / اجل کے ہاتھ سے زیرِ زمیں آخر فریدوں ہے[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:418]
- رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیتِ موزوں کا / نہ ایسا طاقِ کسریٰ تھا، نہ قصر ایسا فریدوں کا[کلیات آتش، ر، الف، ص:125]

فرہاد: فرہاد عشقی داستانوں کا سرخیل ہے۔ داستانِ شیریں کا ایک ناقابل فراموش کردار ہے۔ فرہاد ایک سنگ تراش تھا۔ ایک دن اس کی نظر خسرو پرویز کی خوبصورت بیوی شیریں پر پڑ گئی جسے دیکھتے ہی فرہاد اس پر فریفتہ ہو گیا اور کوہ بتیسون نامی پہاڑ کاٹ کر نہر بہا دینے کے عوض شیریں سے کے باوجود اسے شیریں اسے مل نہ سکی اور مایوس ہو کر اپنے تیشے سے خودکشی کر لی۔ اس واقعہ کو کلاسیکی غزل میں سیکڑوں انداز میں بیان کیا ہے۔

- ہم نے تو ناخنوں سے منہ سارا نوچ ڈالا / اب کوہ کن دکھاوے، رکھتا ہے گر ہنر کچھ[دیوان دوم، میر، ص:535]
- کھودی ہے تصویرِ شیریں اس لیے فرہاد نے / روح بھی پٹکا کرے سر حشر تک کہسار پر[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:138]
- فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا / شیریں نے ناپسند مگر بے ستوں کیا[کلیات آتش، ر، الف، ص:114]
- ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا / جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال اچھا ہے[دیوان غالب، ص:154]
- سنو افسانہ فرہاد دیکھو قصہ مجنوں / غرض کیا تم کو پوچھو حال ہم حسرت کے ماروں کا[گلزار داغ، ص:110]

قارون: قارون ایک بخیل انسان تھا جس کا تعلق غالباً بنی اسرائیل اور عہد موسیٰؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ نجمہ رحمانی لکھتی ہیں: قارون ایک رئیس زادہ تھا جس کی دولت کی کنجیاں چالیس سے زائد اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ قصص میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ نے اسے مال سے زکوٰۃ کے لیے کہا تو اِس نے رعونت سے انکار کر دیا۔ رب تعالیٰ نے اس کے تکبر کو یوں خاک میں مِلایا کہ مال سمیت زمین میں غرق کر دیا"(27)اُردو شعرا اور ادبا نے بطور خاص اس تلمیح کو استعمال کیا ہے اور اس سے کئی معنی اخذ کئے ہیں۔

- گنج قاروں کا سا، یاں کس کے کنے تھا سو تو میرؔ / خاک میں ملتا ہے اب تک اپنے مال و زر سمیت[دیوان دوم، میر، ص:348]
- زندگی میں صرف کرتا ہوں سبکدوشی حصول / مثلِ قاروں خاک میں کا کر نہ بارِ زر اُٹھا[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:72]
- جس قدر نفرت ہے اس سے مجھ توکل پیشہ کو / اس قدر ہو گی نہ قاروں کو محبت زر کے ساتھ[کلیات آتش، ہاے ہوز:329]
- اس کے دینے کی انتہا کیا ہے / جس نے قاروں کو دے کے پاٹ دیا[متفرقات داغ، ص:753]

قیصر روم :قیصر کسریٰ یعنی شاہ فارس کا لقب تھا،خسرو کا معرب، پرویز ابن نوشیروایعنی نوشیروان کا بیٹا یا پوتا تھا۔ قیصر،لاطینی الاصل لفظ ہے جس سے مراد ایسا بچہ ہے جو پیدائش کے وقت اپنی ماں کی موت کا سبب بن جائے یعنی اسے ماں کا پیٹ چاک کر کے نکالا گیا ہو۔یہ تاریخی شخصی تلمیح دراصل ایرانی ادب سے اُردو میں رائج ہوئی ۔قیصر روم کی بادشاہی اور ہرکولیس کی جانب داری اب تاریخ کا حصہ ہے۔ کلاسیکی شعرا کے علاوہ جدید شعرا کے کلام میں اس تلمیح کا استعمال ملتا ہے۔

؎ جاں نثاروں میں تیرے قیصر روم / جرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام[دیوان غالب،ص:413]

کراماکاتبین : کراماً کاتبین سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان کی پیدائش کے ساتھ اس کے شعور سنبھالتے اور گناہ و ثواب کے اہل ہوتے ہی اس کے جملہ دُنیاوی اعمال و افعال کا حساب لکھتے ہیں۔انسان کی موت کے بعد قیامت کے دن متوفیٰ کا حساب یعنی نامہ اعمال رب تعالیٰ کے سامنے رکھا جائے گا۔اگر متوفیٰ وہاں جھوٹ بولے گا اور اتہام کی کوشش کرے گا تو اس کے اعضا بول کر مذکوہ فعل کی انجام دہی کی گواہی دیں گے۔

؎ کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہیں سکتے / وہ ناداں ہے جسے خوفِ کراماً کاتبیں آیا[کلیات آتش،ر،الف،ص:113]

؎ قتل پر میری فرشتے بھی گواہی گر دیں / دے دیا کاتب اعمال کو محضر اپنا[گلزار داغ،ص:17]

کشن جی: کشن جی سے مراد کرشن جی ہیں جن کا تعلق ہندو دھرم کے چوٹی کے خداؤوں میں ہوتا ہے۔کرشن جی کے بارے میں ہندو ادبیات میں خاصی معلومات موجود ہیں۔ڈاکٹر شریف احمد قریشی لکھتے ہیں:"ہندومت میں کرشن وشنو کا آٹھواں اُوتار مانا جاتا ہے ۔وشنو کے بارے میں متھرا کے بادشاہ کو علم ہوتا ہے کہ بھتیجے کے ہاتھوں تخت سے محروم ہو جائے گا اور وہ اس بہانے بہن کے تمام بچوں کو مار ڈالنا چاہتا ہے تاہم اس کی کوشش ناکام رہتی ہے۔ بارہا کرشن کسی نہ کسی بچ رہتا ہے۔جوان ہونے کے ایک بہت بڑے ید میں کرشن متھرا کے کالنگر کنس کو شکست دے ڈالتا ہے۔ کرشن ایک دیہاتی لڑکی رادھا سے عشق کرتا ہے اور مصائب سے نکل کر شادی کر لیتا ہے"۔(28) ہندو دھرم میں رام کرشن اور ہنومان گنیش جی کو مہان درجہ دیا جاتا ہے اور ان کی خوب آو بھگت کی جاتی ہے اور ان کے قصص کو مختلف تہواروں کی نسبت سے منایا جاتا ہے اور ہندو برادری ذوق و شوق سے اپنے ان خداؤوں کا کے فرمودات کا پالن کرتی نظر آتی ہے۔

؎ اشنان کشن جی نے کیا ہے جو مدتوں / اب تک اِسی اثر سے ہے رنگِ جمن کبود[کلیات ناسخ،جلد۲،ح،اول:198]

کیکاؤس: کیکاؤس کا ذکر قدیم ایرانی ادبیات اور تاریخ میں کثرت سے ملتا ہے۔ کیکاؤس ایران کے مشہور کیانی خاندان کا دوسرا بادشاہ اور کیقباد کا بیٹا تھا۔ مشہور سپہ سالار رُستم اسی کا مطیع و تابع فرمان تھا۔رستم نے متعدد مرتبہ کیکاؤس کو اس کے دشمن کے نرغے سے آزاد کرایا تھا۔اواخر عمر میں کیکاؤس اپنے پوتے کیخسرو کے حق میں تخت و تاج سے دستبردار ہو گیا۔ کیکاؤس کا عہد ایرانی ترقی اور تہذیب و ثقافت کے استحکام کا ایک سنہرا دور تھا۔کلاسیکی غزل میں فارسی تلمیحات و تراکیب کا ایک بیش خزانہ موجود ہے جو

اپنے ساتھ فارسی تہذیب و تمدن اور ثقافت و بادشاہت کے جملہ احوال و قصص کو بھی لے آیا ہے جس سے اُردو کا دامن مزید وسعی ہوا ہے۔

- خاک ہو جاتے ہیں دونوں خاک میں ملنے کے ساتھ / چار دن کوئی گدا ہے، کوئی کیکاوس ہے[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:426]
- سوچ اے مُنعم! عمارت کا تو ہے مذکور کیا / گور بھی ملتی نہیں دُنیا میں کیکاوس کی[کلیات ناسخ، جلد،3، ح،3، ص:54]

کیموس: فارسی کے کیانی خاندان کا دوسرا بادشاہ کیقباد کا بیٹا تھا جس نے بڑھاپے میں اپنے پوتے کیخسرو کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ شاہنامہ فردوسی میں کیکاؤس کے تخت نشین ہونے اور کے دورِ حکومت کے کارناموں کا تفصیل سے ذکر ملتا ہے جس سے کیکاؤس کی شخصیت اور طرزِ حکومت کا انداز کُھل کر سامنے آتا ہے۔غالب کے کیکاؤس کی بیماری اور دارُوب کی زیر کی کو انتہائی فصیح انداز میں تلمیحی پیراہن اُوڑایا ہے۔غالب کے کلام میں فارسی ادبیات کا ایک خزانہ موجود ہے جسے یکجا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

- کیا کہوں بیماری غم کی فراغت کا بیاں / جو کہ کھایا خونِ دل بے منت کیموس تھا[دیوان غالب، ص:45]

لقمان: حضرت لقمان، مشہور حکیم، ان کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔رب تعالیٰ نے اسے زرِ کثیر سے نوازا تھا۔ان کی حکمت و دانائی اپنے زمانے کے عاقل و حاذق میں لائقِ مثال ہے۔لقمان حکیم اپنی دانائی کی وجہ سے چہارم عالم مشہور ہیں۔مرزا داغؔ نے حکیم لقمان کی فنِ حکمت کو اپنے دردِ دل کے اظہار کے لیے کنایتاً طنزیہ انداز میں بیان کیا ہے۔

- جو رشک لقماں بھی چارہ گر ہو مسیح ثانی بھی وہ اگر ہو کسی سے اچھے ہوئے نہ ہوں گے ہم آپ اپنی دوا کریں گے[مہتاب داغ، ص:553]

مانی : مانی کا ذکر کلاسیکی غزل میں ہر شاعر کے ہاں ملتا ہے۔مانی اور بہزاد تاریخِ عالم میں دو ایسی شخصیات ہیں جن کی بنائی ہوئی منقش تحریری تصاویر کا چرچا ہر دور میں رہا اور ہنوز ان کی فن کی مدحت کی جاتی ہے۔ساجدہ قریشی لکھتی ہیں:"مانی ایران کا مشہور نقاش اور مصور تھا۔مشہور ہے کہ بابل کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔فنِ مصوری میں لازوال شہرت پائی۔اپنی شہرت سے متاثر ہو کر خود کو فنِ نقاشی کا خدا تصور کر لیا اور فرقہ مانویہ ایجاد کر کے لوگوں کو اپنی پرستش کے لیے اُکسایا۔بادشاہِ وقت سے جسم اور روح کی آبادی اور ویرانی کے مناظرے میں اسے جان سے ہاتھ دُھونا پڑا "۔(29)

- چلا ہے کھینچے تصویر میرے بُت کی آج / خدا کے واسطے صورت تو دیکھو مانی کی[دیوان اول، میر، ص:552]
- کھینچی ہے شبیہ اپنی اُس نے لاکھ جا آپھی / مُو قلم ہے زُلف اُس کی، ہاتھ اُس کا مانی ہے[کلیات ناسخ، جلد اول، ص:435]
- رہ نہ اے مانی! شبیہ یار کی تدبیر میں / قدرتِ اللہ دیکھ اس بولتی تصویر میں[کلیات آتش، ر، ن، ص:300]
- کھینچتے اس غزال کی صورت / چوکڑی بھولتی ہے مانی کی[کلیات آتش، یائے تختانی:385]
- بنتی ہیں تیری کمر کی کیا خیالی صورتیں / چھنتی ہیں باریکیاں کیا مانی و بہزاد میں[گلزار داغ، ص:138]

محمود وایاز: محمود و ایاز کی تلمیح کا اولین مآخذ ناسخ کے ہاں ملتا ہے۔ علامہ کا معاملہ دوسرا ہے جبکہ ناسخ کا معاملہ مجازی رنگ لیے ہوئے ہے۔ محمود سے مراد سلطان محمود غزنوی ہیں جنھوں نے برصغیر پر طویل حکومت کی اور مذاہب عالم کے باہمی تصادم کا باعث بنے۔ ان کی شہرت قلعہ سومنات میں موجود برہما کے بُت کو توڑ کر مع مال و زر کے لوٹ لینا ہے۔ محمود کا ایک وفادار غلام ایاز ہے جس کا تذکرہ بادشاہ محمود کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ایاز وفاداری و دائمی ایفا کا استعارہ اور علامت ہے۔ محبت اور عشق کے معاملات میں جہاں بات وفا اور وفاداری پر آتی ہے وہاں محمود و ایاز تلمیح کا حوالہ کافی ہوتا ہے۔

- دیکھی جہانِ عشق میں اُلٹی ہر ایک رسم / محمود ہے غلام تو صاحب ایاز ہے [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:392]
- دولت کے سامنے نہیں کچھ قدرِ حُسن بھی / محمود کا ایاز سا خوش رو غلام ہے [کلیات آتش، یاے تحتانی:431]
- خسرو سے جو چاکر ہیں تو محمود سے بردے / اللہ رے اللہ رے سرکار محبت [گلزار داغ، ص:241]

مخمّس: مخمّس فارسی کے معروف مرثیہ گو شعرا ہیں۔ ان شعرا کی مرثیہ نگاری چہار عالم مشہور ہے۔ سیروش سیما لکھتی ہیں: "مخمّس 905ھ میں دسویں صدی ہجری کا ایک فارسی شاعر تھا جو شاہ طہماسپ اول کے دور میں تھا۔ مخمّس بزازی اور شرابافی اس کے مشاغل تھے۔ مخمّس مکتبہ وقوعہ کے پیروکاروں میں سے تھا۔ ایرانی شعری روایت میں کربلا کی نسبت سے اس کا کلام آج بھی پڑھا جاتا ہے۔"(30) میرؔ اپنے دل کا مرثیہ کہتے ہیں۔ اس معاملے میں حد درجہ بد دماغ واقع ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے؛ میرے دل کا مرثیہ کوئی نہیں کہتا۔ میں نے خود اپنے تئیں دل کا غبار نکال لیا ہے۔

- مرثیہ میرے بھی دل کا رقّت آور ہے بلا / مخمّس کو میرؔ میں کیا جانوں، اور مقبلؔ ہے کیا [دیوان سوم، میر، ص:177]

مرحب: مرحب ایک کافر یہودیوں کا سردار تھا جسے مدینہ سے حضور اکرمؐ نے نکال باہر کیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ چند شر پسند لوگوں کو جمع کیا اور پھر ان کی مدد سے دیگر قبائل کے سرداروں کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کے خلاف ایک محاذ کھول دیا اور اس کے ساتھ چھے ساتھ قبائل کے ساتھ مختلف قلعوں میں قابض تھے انھوں نے الحاق کر لیا اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ مرحب نے خیبر نامی قلعہ میں خود کو مع ساتھیوں اور سامانِ حرب کے محصور کر لیا جس کا محاصرہ توڑنا خاصا دُشوار ہو گیا تو حضور اکرمؐ نے مولا علیؓ کی مدد سے یہ کام انجام کو پہنچا دیا۔

- زور و قوّت سے ڈراتا ہے یہ کس کو آتشؔ / میں بھی شمشیر علیؓ ہوں جو عدو مُرحب ہے [کلیات آتش، یاے تحتانی:393]

ملک الموت: ملک الموت سے مراد حضرت عزرائیل ہیں۔ حضرت عزرائیل کے سپرد کل روح انسانی و دیگر کو عالم برزخ میں لا کر مجتمع کرنا ہے۔ یہ کام عزرائیل احسن طریقے سے پہلے انسان کی روح کو قبض کرنے سے ہنوز کر رہے ہیں اور تا قیامت منشائے ایزدی کے مطابق یہ کرتے رہیں گے۔ حضرت عزرائیل کی اس جان نکالنے کے وصف اور صلاحیت کے اعتبار سے اُردو ادب میں اسے ملک الموت یعنی موت کا سردار کہا جاتا ہے۔

- بستر خواب پہ تو یاد جو آیا مجھ کو / ملک الموت ہوئی صورتِ زیبا مجھ کو [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:249]

- تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے! / کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور [دیوان غالب، ص:65]
- فرقت یار میں بے موت جو مر جاتا ہوں / ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہوں میں [گلزار داغ، ص:32]
- شہید ناز بھی عاشق مزاج بھی میں ہوں / اس لئے ملک الموت بن کے حور آیا [آفتاب داغ، ص:273]

منصور حلاج: منصور حلاج متصوفانہ فکر کا ایک بہت بڑا امام تصور کیا جاتا ہے۔ منصور حلاج رب تعالیٰ کے عشق میں اس قدر غرق تھے اور روحانیت کے اعلیٰ ترین مراتب پر متمکن ہونے کی وجہ سے دُنیا و مافیا کی حدود و قیود سے ماورا ہو گئے تھے۔ فرید الدین عطار لکھتے ہیں: "منصور نے 'انا الحق' اگرچہ بے اختیاری میں کہا تاہم توجہ دلانے کے باوجود اس پر قائم رہے جس کا نتیجہ سُولی پر جان دینا ٹھہرا"۔(31) منصور کے بارے میں کلاسیکی غزل کے جملہ شعرا نے نت نئے نکتے تراشے ہیں اور ان کی اس کے کردار اور عمل کو کہیں طنز اور کہیں ستائش کی نظر سے دیکھا ہے۔

- منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہو گی / حق جو کہے ہے اُس کو یاں دار کھینچتے ہیں [دیوان اول، میر، ص:424]
- پیشتر حلّاج سے مجھ پر کُھلے اَسرارِ عشق / تھا وجودِ سینہء منصور میری خاک سے [کلیات ناسخ، جلد2، ح،2، ص:174]
- منصور بھی جو ہوں تو انا الحق کہیں نہ ہم / اپنے طریق میں نہیں یہ ما و من درست [کلیات آتش، ر، ت، ص:183]
- قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن / ہم کو تقلید تنک ظرفی منصور نہیں [دیوان غالب، ص:94]
- کہتے ہیں اس کو لازم و ملزوم واقعی / منصور ہی کے ساتھ ہے دار و رسن کی بات [تتمہ یادگار داغ، ص:46]

موسیٰؑ: موسیٰؑ رب تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہے جنھیں رب تعالیٰ نے اپنی محبوب ترین قوم یعنی بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا تھا۔ رب تعالیٰ نے موسیٰؑ کو بہت سے معجزات دیئے اور ہر طرح سے ان کی ہمت بندھائی اور ان کی قوم پر بھی بے شمار نعمتوں، آسانیوں اور فراوانیوں کا نزول کیے رکھا لیکن یہ قوم نافرمان و سرکش اور کفر و ارتداد پر قائم رہی۔

- اعجاز منہ تکے ہے ترے لب کے کام سے / کیا ذکر یاں مسیح علیہ السلام کا [دیوان سوم، میر، ص:180]
- موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی / فرعون کو تو نے غرق کیا رودِ نیل کا [کلیات آتش، ر، الف، ص:59]
- موسیٰ کی طرح راہ میں پوچھے نہ راز دوست / خاموش خضر ساتھ ہمارے چلا چلے [آفتاب داغ، ص:7]

نادر شاہ نادر شاہ مشہور ایرانی فرماں روا تھا۔ اس کی حیثیت قدیم فارسی تاریخ میں ضرب المثل ہے۔ مورخ اسے ایشیا کا "نپولین اور سکندر ثانی" گردانتے ہیں۔ نادر شاہ کی حربی و جنگی صلاحیتوں کا زمانہ گواہ ہے۔ اس نے عنانِ حکومت کی بھاگ دوڑ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ 1729 میں افغانوں کو شکست دی، ایران سے قندھار آیا اور یہاں سے دہلی پر فتح حاصل کی۔ 1740ء میں برصغیر کا مطلق العنان بادشاہ بنا۔ کلاسیکی غزل گو شعرا کے ہاں نادر جبر و نخوت کا استعارہ ہے۔ دُشمن کی آنکھیں نکالنے کا مشغلہ بہت مشہور ہے۔

- ہے اہلِ نظر سے بغض تجھ کو / نادر کی طرح نکال آنکھیں [کلیات ناسخ، جلد2، ح، اول:367]
- جرمِ نظارا پہ گر آنکھیں نکالو غم نہیں / تم تو کیا ہو میں نہیں ڈرتا ہوں نادر شاہ سے [کلیات ناسخ، جلد2، ح،2، ص:150]

نظامیؔ :چھٹی صدی کے مشہور شاعر فخر الدین نظامی کو دُنیا جانتی ہے۔ان کی شاعری اور نثر قدیم فارسی ادد دبیات کا ناقابلِ فراموش سرمایہ ہے۔ڈاکٹر عائشہ سلطانہ لکھتی ہیں: نظامی اپنے زمانے کے متداول علوم میں یکتا تھے۔ ان کے پنج نامے بہت مشہور ہیں۔ان کا معروف کلام "مجموعہ پنج نظامی یا خمسہ نظامی" کے کئی زبانوں مین ترجمے ہو چکے ہیں"(32)نظامی کی وجہ شہرت ان کی مثنویاں ہیں جن میں "مخزن الاسرار، خسرو شیریں اور لیلیٰ مجنوں" نمایاں ہیں۔نظامی کے کلام میں پند گوئی کو اہم مقام حاصل ہے

- ہوئی ہے فکریں پریشان میرؔ یاروں کی / حواسِ خمسہ کرے جمع، سو نظامی ہے[دیوان اول،میر،ص:596]

نظیریؔ: محمد حسین المعروف نظیر نیشاپوری گیارہویں صدی کے عظیم فارسی شاعر ہیں۔ ان کا تعلق مغل فرماں روا جلال الدین محمد اکبر سے رہا۔ ہندوستان میں قیام رہا۔ سیر و سیاحت کا شوق تھا۔ مختلف درباروں اور حکمرانوں کے ساتھ وقت گزارا۔ ان کے کلام میں بیان وبدیع کے جملہ عناصر کی فراوانی محسوس کی جاسکتی ہے۔کلاسیکی شعرا کے کلام میں نظیری کے اُسلوب کی چھاپ بہت گہری دکھائی دیتی ہے۔میرؔ کے علاوہ غالبؔ واقبالؔ ایسے عظیم شعرا کے ہاں نظیری کا اثر محسوس کیا جاسکتا ہے۔

- کیا قدر ہے ریختے کی، گو میں / اس فن میں نظیری کا بدل تھا[دیوان سوم،میر،ص:176]
- ہے جی میں غزل در غزل اے طبع یہ کہیے / شاید نظیری کے بھی عہدے سے بر آوے[دیوان اول،میر،ص:572]
- نہ ہوئے ہم نظیری سے یوں تو / شعر کے فن میں بے نظیر ہوئے[دیوان ششم،میر،ص:717]

نمرود: نمرود کی خدائی ایک اسلامی اور تاریخی تلمیح ہے۔ نمرود نے خدائی کے دعوے اور ہر طرح کی آسائش و اختیارِ کل کے باوجود محض ایک مچھر کے ہاتھوں خوار ہو کر مرجاتا ہے لیکن جاننے کے باوجود خود کو رب تعالیٰ کی بندگی پر آمادہ نہ کر سکا۔ اس نے رب ہونے کا دعوی کر دیا تھا۔اس کا عبرت ناک انجام ایک معمولی مچھر کے ہاتھوں ہوا۔

- کیا وہ نمرود کی خدائی تھی / بندگی میں بھی مرا بھلا نہ ہوا[دیوان غالب،ص:36]

نوشیروان عادل :نوشیروان عادل ایک نیک دل بادشاہ تھا جس کے انصاف کو اب ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہے۔ شیخ سعدی شیرانی فردوسی، حافظ اور دیگر شعرا و ادبا نے نوشیروان کی اس خاصیت کا ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر شریف احمد قریشی لکھتے ہیں:"نوشیروان قدیم ایران کا ایک بہت ہی نیک دل اور عادل بادشاہ گزرا ہے جس کا دار لحکومت بغداد تھا۔ نوشیروان اپنی دریادلی اور سخاوت کی وجہ سے نوشیروان عادل کہلاتا تھا۔ وہ کیقباد کا بیٹا تھا۔ 531ء میں تخت نشین ہو کر بادشاہ روم کو شکستِ فاش دی۔ 579ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اہل عرب اس کو کسریٰ بھی کہتے تھے"۔(33)

- نامِ نیک اہلِ حکومت کو کہاں حاصل ہوا / خلق میں مشہور اک نوشیروان عادل ہوا[کلیات ناسخ، جلد اول،ص:13]
- شیر ہے انصاف اُس نوشیروانِ عصر کا / ظلم میں عالم ہوا ہے روبہء مکار کا[کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:99]

وامق: وامق عذرا ایک قدیم ایرانی داستان کے مرکزی کردار ہیں۔ اس رومانوی عشقیہ قصے کو پانچویں صدی میں عنصری بلخی نے منظوم کیا تھا۔ عذرا ایک بادشاہ زادی ہے جس کے عشق میں ساموس کا نوجوان وامق گرفتار ہو جاتا ہے۔ عذرا سے التفات کی راہیں ہموار

ہونے کا نام ہی نہیں لیتیں۔ اس دوران کئی صبر آزما مراحل آتے ہیں۔ وامق کو سانپ کاٹ لیتا ہے، اس کی جون تبدیل ہو جاتی ہے، عذرا تنہائی کا شکار ہوتی ہے اور اس کی پہرہ داری اس کے عذاب بن جاتی ہے۔ یہ کہانی کئی موڑ سے گزرتی ہے لیکن ان کا باہمی وصال کسی صورت نہیں ہو پاتا۔ کلاسیکی شعرا پر فارسی ادبیات کا گہرا اثر ہے اسی وجہ سے ان کی غزلیات میں فارسی الاصل قصص کے کرداروں اور احوال وواقعات کا تذکرہ پڑھنے کو ملتا ہے۔

- فرہاد و مجنوں ووں گئے، ہم اور وامق یوں چلے / اس عارضے سے چاہ کے وہ کون سا اچھا ہوا [دیوان دوم، میر، ص:156]
- عشق جنہوں کا پیشہ ہووت سیکڑوں ہوں تو ایک ہی ہیں / کوہ کن و مجنوں و وامق میرؔ ہمارے یار ہیں سب [دیوان پنجم، میر، ص:240]

ہارونؑ : حضرت ہارون موسیٰ کے اخیِ حقیقی ہیں۔ یہ فرعون کے دربار میں اپنے بھائی کے ہمراہ تھے۔ ہارون کثیر اللسان تھے۔ موسیٰؑ انھیں اپنے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ موسیٰؑ جب کوہ طور پر چالیس دن کے لیے گئے تھے تو اپنے بھائی ہارون کے حوالے اپنے معتقدین کو کر کے گئے تھے جو کسی وجہ سے نافرمان ہو گئے تھے۔ ہارون کی شخصیت اور احوال پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کلاسیکی شعرا کے ہاں بھائی سے محبت و التفات کے اظہار کے لیے ہارون کی شخصی تلمیح استعمال کی جاتی ہے۔

- کیونکر اے ناسخ! خوارِ عجل دشمن ہو نہ خوار / کیسے موسیٰ کا علیؓ شیر خدا ہاروںؑ ہوا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:12]
- کیا جو عہدِ موسیٰ سے بجالایا میں اے ناسخ / بہت گوسالے چلا آئے، نہ چھوڑا میں نے ہاروں کو [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:283]

ہامون : ہامون فرعون کے وزیر کا نام تھا جو بہت بڑا عیار اور مکار شخص تھا۔ یہ فرعون کا بہکایا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے دربار میں رب تعالیٰ کے تعارف اور ربوبیت کے حوالے سے بطور سفیر پیغامِ وحدانیت پہنچانے گئے تھے تب ہامون نے کہا تھا کہ اگر تم حق پر ہو تو کئی معجزہ دکھاو۔ اس سوال کے جواب میں موسیٰؑ نے اپنا عصا ہاتھ سے زمین پر ڈال دیا جہاں وہ اژدھا بن کر سانپوں کو کھا گیا تھا۔ فرعون کا اعتقاد کمزور پڑ گیا تھا لیکن ہامون نے فرعون کو کفر پر ڈٹے رہنے پر قائل کر لیا۔

- آنکھ بھر کر دشت کو دیکھا تو جیحوں ہو گیا / ٹھوکریں کھا کھا کے میری کوہ ہاموں ہو گیا [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:55]
- معلّق ساتھ ہے ہمراہ جل جانے کی دہشت سے / کیا یہ گرم میری رفتاری نے ہاموں کو [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:283]

ہمایوں: مغلیہ سلطنت کی داغ بیل ڈالنے والے نصیر الدین محمد ہمایوں ہیں۔ ان کی اعلیٰ پیمانے پر تعلیم و تربیت ہوئی۔ بیس برس کی عمر میں بدخشاں کا گورنر مقرر ہوا۔ ہندوستان پر یلغار کی غرض سے پانی پت اور کنواہہ کا یدھ لڑا۔ باپ کی وفات کے بعد 1530 میں تختِ سلطنت پر متمکن ہوا۔ شیر شاہ سوری کو شکست دے کر دوبارہ تخت حاصل کیا۔ 1556 میں زینوں سے گر کر شدید زخمی ہوا اور بعد کو اسی نزاعت میں انتقال کیا۔ کلاسیکی شعرا ہمایوں کی بہادری اور شجاعت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور باپ بیٹے کی محبت کے لیے استعارہ باندھتے ہیں۔

- لگایا آپ پتھر اُس نے مجھ شوریدہ مجنوں کو / رکھوں کیونکر نہ سر پر داغِ سودائے ہمایوں کو [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:283]

ہلاکو: ہلاکو خان سلطنت تاتار کا ناقابلِ شکست سپہ سالار گزرا ہے جس کی دہشت سے آج تلک قوم کے ایوان لرزہ براندام ہوتے ہیں۔ ہلاکو کی سفاکی اور بربریت کا نقشہ تاریخ نے انتہائی نفرین آمیز الفاظ میں کھینچا ہے۔ ہلاکو خان کی مطلق العنان حکومت و سلطنت نے آدھی سے زیادہ دُنیا کو برباد کیا اور زندگی کے چراغ گل کیے اور امن و آشتی کا تصور تک مٹاڈالا۔ چنگیز خاں، ہلاکو خان، منقو خان، چغتائی خان اور بلقان خاتون وہ ایسے منگول سلطنت کے فرماں روا گزرے ہیں جنھوں نے زور زبردستی، ظلم اور تکبر کو اُصولِ سلطنت کے طور پر اختیار کیا۔

- دُشمن جاں جہاں وہ تُرکِ بدخُو ہو گیا / بادشاہ حُسن کہنے سے ہلاکو ہو گیا[کلیات آتش،ر،الف،ص:170]
- دل کا گاہک وہ ہلاکو ہے، خدا خیر کرے / بد بلا حاکمِ ظالم کی خریداری ہے[کلیات آتش،یائے تحتانی:368]

یزید : یزید ابن معاویہ اپنے زمانے کی مشہور ترین شخصیت تھا۔ جس نے بچپن سے اپنی طبیعت کی چالاکی، سفاکی اور دُشنام طرازی کی مثال قائم کر دی تھی۔ اس کی پیدائش سے قبل اس کے مذموم کردار کے بارے میں حضور اکرمؐ نے پیش گوئی کر دی تھی۔ امیر معاویہ کو اس کے کردار اور رویئے اور چال چلن سے خاصی مایوسی تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سچ ثابت نہ ہو مگر جو لکھا تھا وہ تو ہو کر رہتا ہے اور ہو کر رہا۔ واقعہ کربلا میں امامِ حسینؓ کی شہادت اور ستر مزید انسانوں کی قربانی محض دُنیاوی سلطنت کے حصول کے آگے سرنگوں نہیں ہوئی بلکہ دینِ کی بقا کے آگے قربان ہو گئی۔ یزید اس سارے واقعے کا ذمہ دار تھا اور اس کا انجام بھی ویسا ہی ہوا جس کا یہ مستحق تھا۔

- خوں ریز، جس قدر کہ ہو اس سے عجب نہیں / آتش فراقِ یار پدر ہے یزید کا[کلیات آتش،ر،الف،ص:152]
- لگ چل نہ گل رخوں سے نسیمِ چمن کی طرح / بوئے حسینؓ ان میں تو خوے یزید ہے[کلیات آتش،یائے تحتانی:415]

یوسفؑ: یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ یہ اپنے حُسن و جمال میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ زلیخا مصر کے سردار کی بیٹی ان پر دل ہار بیٹھی تھیں۔ رب تعالیٰ نے قرآن میں اس واقعے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کلاسیکی شعرا کے کلام میں بیسیوں تلمیحات قصہ یوسف و زلیخا سے متعلقہ آئیں ہیں جن کے استعمال سے یوسفؑ کی شخصیت اور وصایا کا پتہ چلتا ہے۔

- بازار میں ہو جانا اُس مہ کا، تماشا تھا / یوسف بھی جو واں ہوتا تو اس پہ بِکا جاتا[دیوان چہارم، میر، ص:195]
- کنویں میں یوسف / کعنان کو پھینکا اخواں نے / نہ سمجھے مصر کے چلنے کا پاتراب ہوا[کلیات آتش،ر،الف،ص:78]
- ہنوز اک پرتو نقشِ خیالِ یار باقی ہے / دلِ فسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا[دیوان غالب،ص:54]

یعقوبؑ: یعقوبؑ کو رب تعالیٰ نے یوسفؑ ایسا بیٹا دیا جس کی فرقت میں عمر بھر گریہ زاری میں گزر گئی۔ یعقوبؑ کو کنعان کا پیر کہا جاتا ہے اور ماہ کنعان یوسفؑ کو کہا جاتا ہے۔ پسرِ عزیز کی یاد میں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ فراقِ یار میں چار آنسو بہا دینے سے گنگا کو بھرا جا سکتا ہے لیکن صبر یعقوبؑ کے احساسِ درد کو چھوا نہیں جا سکتا۔

- نہ اک یعقوب رویا اس الم میں / کنواں اندھا ہوا یوسف کے غم میں [دیوان اول، میر، ص:419]

- عشق ہوتا ہے حسینوں کو نظر بازوں سے / دی بصارت وہیں یوسفؑ نے جو یعقوبؑ آیا[کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:33]
- کی ہیں کس پانی سے یاں یعقوب نے آنکھیں سفید / ہے جو آبی پیراہن ہر موجِ رُود نیل کا[دیوان غالب، ص:44]
- حسن یوسف میں ترا نور تھا اے نور خدا / چارۂ دیدۂ یعقوب ہوا خوب ہوا[آفتاب داغ، ص:165]

حوالہ جات

1۔ مصاحب علی صدیقی، ڈاکٹر، اُردو ادب میں تلمیحات (لکھنؤ: نظامی پریس، 1990ء)، 108۔

2۔ ساجدہ قریشی، تلمیحات انشامع شخصیات (نئی دہلی: اسلامک ونڈرس نیو بیورو، 2017ء)، 39۔

3۔ منیر احمد، علامہ، یوسفی، ابراہیم ادہم، روزنامہ، نوائے وقت (لاہور: 20، اپریل، 2015ء)

4۔ محمود میاں نجمی، حضرت ادریس علیہ السلام، روزنامہ، جنگ (لاہور: 17، فروری، 2019ء)

5۔ حمزہ جاوید، یونان کا مجنوں فلسفی: ارسطو (لاہور: روزنامہ، جنگ، 14، جون، 2020ء)

6 ساجدہ قریشی، تلمیحات انشامع شخصیات (دہلی: اسلامک ونڈرس، بیورو، دیار گنج، 2017ء)، 165۔

7۔ آغا سید حامد علی شاہ موسوی، سید نا امام حسن مجتبیٰ (لاہور: روزنامہ، اُوصاف، 16، دسمبر، 2019ء)

8۔ ثوبان سعید، فرہنگ تلمیحات (نئی دہلی: نیو انڈیا آفیسٹ پرنٹرز، 2011ء)، 220۔

9۔ محمود نیازی، خزانہ تلمیحات (لاہور: ملک بک ڈپو، لاہور، س۔ن)، 77۔

10۔ ثوبان سعید، فرہنگ تلمیحات، ص125

11۔ محمد سفیان، بہلول دانا (لاہور روزنامہ، جنگ، 09 نومبر، 2019ء)

12۔ ڈاکٹر یوسف بیگ، عبدل القادر بیدل دہلوی: ایک تعارف (لاہور: ماہنامہ، مراۃ العارفین انٹرنیشنل، مئی، 2016ء)

13۔ محمود نیازی، خزانہ تلمیحات (لاہور: ملک بک ڈپو، لاہور، س۔ن)، 121۔

14۔ مجیب الرحمان، پروفیسر، فارسی و اردو ادب میں تلمیحات و اشارات (لکھنؤ: نظامی پریس، 1990ء)، 165۔

15 ایڈورڈ جینز، عظیم طبیب جالینوس (لاہور: روزنامہ دُنیا، 24، اکتوبر، 2017ء)

16۔ انیس الرحمن، https://www.rekhta.org/poets/anisur-rahman/allusions?lang=ur

17۔ ثوبان سعید، فرہنگ تلمیحات، 143۔

18۔ علامہ اُسید الرحمان، دربارِ نجاشی میں حضرت جعفر طیارؓ کی حق گوئی (لاہور: روزنامہ، پاکستان، 13، جنوری، 2022ء)

19۔ محمود نیازی، خزانہ تلمیحات، 141۔

20۔ کبیر احمد جائسی، پروفیسر، حافظ: شخص اور شاعر (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل لائبریری، س۔ن)، 79۔

21۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، اُردو کی نثری داستانیں (لکھنؤ: اُتر پردیش اردو اکادمی، 1987ء)، 292۔

22۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، شہادتِ امام حسین: حقائق و واقعات، 67۔61۔

23۔ خالد ہمایوں، خضر و موسیٰ کی ملاقات: سوچ کا ایک نیا رُخ (لاہور: روزنامہ، روزنامہ، پاکستان، 30 اپریل، 2013ء)
24۔ معین الدین اجمیری، مولانا، تذکرہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری (اجمیر: صفہ اکیڈمی، 2017ء)، 39۔
25۔ ابن جیلانی مدنی۔ دجال کے بارے میں معلومات (کراچی: ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اپریل، 2020ء)
26۔ ساجدہ قریشی، تلمیحات انشا مع شخصیات، 232۔
27۔ مظہر احمد، نجمہ رحمانی، ڈاکٹر، مرتبہ (دہلی: ایم، آر پبلشرز، 2017ء)، 144۔
28۔ ڈاکٹر شریف احمد قریشی، تلمیحات نظیر اکبر آبادی (نئی دہلی: آفیسٹ پریس، 2002ء)، 288۔
29۔ ساجدہ قریشی، تلمیحات انشا مع شخصیات، 300۔
30۔ سیروش سیما، فرہنگ تلمیحات (تہران: انتشارات حمید، 1375ھ)، 154۔
31۔ فرید الدین عطار، تذکرۃ اولیا، (لاہور: الفاروق بک ڈپو، 1997ء)، 78۔277۔
32 ۔ عائشہ سلطانہ، ڈاکٹر، کلام غالب میں تلمیحات کا استعمال (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، 2015ء)، 39۔
33۔ شریف احمد قریشی، ڈاکٹر، تلمیحات نظیر اکبر آبادی، 349۔

References in Roman Script

1. Musahib Ali Saddiqui, Dr, Urda Adab main telmihat (Lucknow: Nizami Press, 1990), 108.
2. Sajida Qureshi, Telmihat-e-Insha ma shekhiat (New Dehli: Islamic windres, new bearu, 2017), 39.
3. Muneer Ahmad, Allama yousfi, Ibraheem Adham (Lahore: Roznama Nawiwaqat, 20 April,2015)
4. Mehmood Mian Najmi, Hazrat Adrees (Lahore: Roznama, Jang, 17 Feb,2019)
5. Hmaza Javed, Unan ka mjanu falsfi: Arsto (Lahore: Roznama, Jang, 14 June,2020)
6. Sajida Qureshi, Telmihat-e-Insha ma shekhiat (New Dehli: Islamic windres, new bearu, 2017), 165.
7. Agha Syed Hamid Ali Mosovi, Syedo-o-na Imam Hassan Mujtba (Lahore: Roznama Osaaf, 16 Dec, 2019)
8. Subhan Syed, Farhang-e-telmihat (New Delhi: New india Affiest Printers, 2011), 220.
9. Mehmood Niazi, Khazana Telmihat (Lucknow: Malik Book Depo, n.a), 77.
10. Subhan syed, Farhang-e-telmihat, 125.
11. Muhammad Sufeyan, Bahlol Dana (Lahore: Roznama Jang, 09 Nov,2019)
12. Yousuf Baig, Dr, Abdul Qadir Badel Dehlvi: aik tarouf (Lahore Mahnama Mirat-ul-aarfeen International, May,2016)

13. Mehmood Niazi, khazana telmihat, 121.
14. Mujeeb-0-rehman, Prof, Farsi Adab main Telmihat-o-isharat (Lucknow: Nizami press, 1990), 165.
15. Adverd jaenz, Azeem Tabib Jalinus (Lahore: Roznama Dunya, 24 Oct,2017)
16. https://www.rekhta.org/poets/anisur-rahman/allusionslang=ur
17. Subhan syed, Farhang-e-telmihat, 143.
18. Allama Usaid-o-Rehman, Darbar-e-Najashi main Hazrat Jaffer Teyyar ki Haq Goui (Lahore: Rozmana, Pakistan,13 Jan,2022)
19. Mehmood Niazi, khazana Telmihat, 141.
20. Kabeer Ahmad Jaisi, Pro, Hafiz: shakhs-o-shair (Patna: Khuda Bakhsh Library, n.a), 79.
21. Gayan Chand Jain, Dr, Urdu ki Nasri Daastanin (Lucknow: Uter Perdash Urdu Academy, 1987), 292.
22. Tahir-ul-Qadri, Dr, Shahadat-e-imam-e-Hussain: Haqaiq-o-waqeyat (Lahore: Minhaj-ul-Quran Books, 2010), 61-67.
23. Khalid Humayun, Khizr-o-Mousa ki mulaqat: Soch ka Neya rukh (Lahore: Rozmana Pakistan, 30 April 2013)
24. Moen-ud-Din Ajmeeri, Moulana, Tazkra Hazrat Khawja Moen-ud-Din (Ajmeer: Ajmeer Acamdey, 2017), 39.
25. Abn-e-Jilani Madni, Dajal ka Bary ma Malomat (Karachi: Mahnama faizan-e-madina, Arpil, 2020)
26. Sajida Qureshi, Telmihat-e-Insha ma shakiyat, 232.
27. Mazhar Ahmad, Najma Rehmani, (martba) Telmihat (New Dehli: M.R Publication, 2017), 144.
28. Shareef Ahmad Qureshi, Dr, Telmihat-e-Nazeer Akbar Abadi Offset Press, 2002), 288.
29. Sajida Qureshi, Telmihat-e-Insha ma shakiyat, 300.
30. Sehrosh Sima, Farhang-e-Telmhiat (Tehran: Intsharat-e-Hameed, 1375h), 154.
31. Freed-u-din Attar, Tazkra Olya (Lahore: Al-faroq book Depo, 1997), 277-78.
32. Ayesha Sultana, Dr, Kalam-e-Ghalib main Telmihat ka Istemal (Delhi: Educational Publishing House, 2015), 39.
33. Shareef Ahmad Qureshi, Dr, Telmihat-e-Nazeer Akbar Abadi, 349.